خواتین کا اسلام

571 بدھ 18 ربیع الثانی 1435ھ مطابق 19 فروری 2014ء

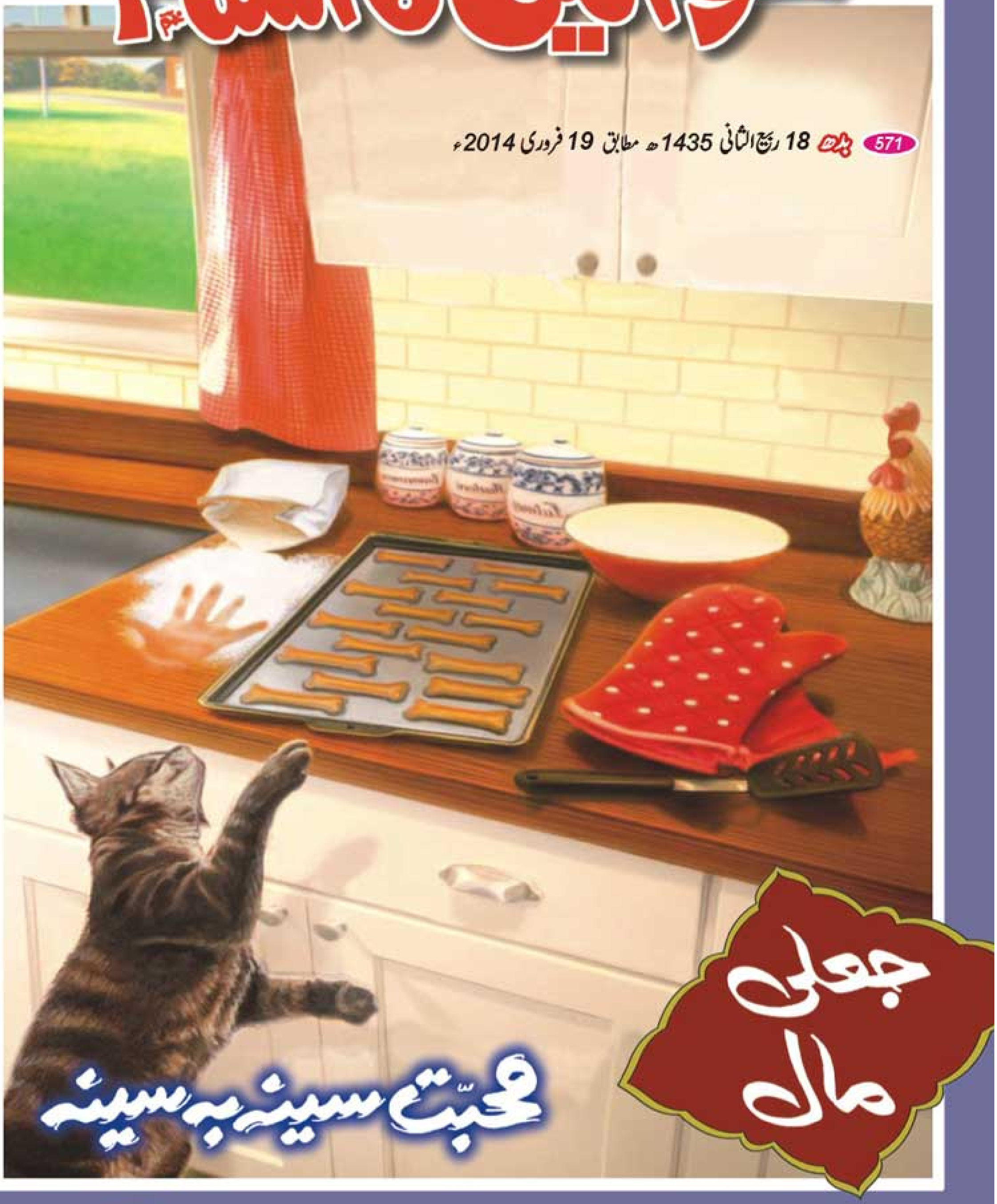

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن

دگنا عذاب

سورۂ فرقان میں رحمٰن کے مخصوص بندوں کی صفات ذکر کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے: ”اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا، قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور وہ ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔“

الحدیث

زنا کا حصہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ”انسان پر زنا میں اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جسے وہ لامحالہ حاصل کر کے رہے گا، آنکھوں کا زنا دیکھنا، کانوں کا زنا سننا، زبان کا بات چیت کرنا، ہاتھوں کا زنا پکڑنا اور پیروں کا زنا چل کر جانا ہے، دل خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“[صحیح مسلم]

پیا وِسحر

عورت کے حقوق

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ قبل از اسلام عرب میں بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، یورپ عورت کو انسان تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا۔ افریقی عورتیں ارزاں قیمت پر بھیڑ بکریوں کے مول دور دراز کے ممالک میں بیچی جا رہی تھیں۔ ہندوستان میں عورتیں شعلوں کی نذر کی جا رہی تھیں، جب اسلام کی کرنوں نے دھرتی کو روشن کیا تو دنیا والوں کو عورت کے مقام کا پتا چلا۔ مسلم اسپین کے معاشرے میں مسلمان عورت کی بلند حیثیت دیکھ کر یورپ یہ ماننے پر مجبور ہوا کہ عورت بھی انسان ہے۔ ہندوستان کے مسلم سلاطین نے اس اندھیری نگری میں عورت کو شعلوں کا کفن پہنانے کی رسم پر پابندی لگائی۔ افریقہ کی حبشن باندیوں کو غلامی کے طوق سے آزادی ملی اور انہیں اس پر فخر کرنے کا موقع ملا کہ ان میں حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہیں جنہیں سرور انبیاء رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ادب واحترام میں اپنی ماں کا درجہ دیا کرتے تھے۔ اسلام نے عورت کو بازارِ حسن کی ظلمتوں سے نکال کر گھر کی رونق بنایا، اسے شمع محفل بنانے کی بجائے اگلی نسلوں کی تعلیم وتربیت کے لیے پہلے مدرسے کی حیثیت دی، وہ عصمت کے لٹیروں کے ہاتھوں کھلونا بن چکی تھی اسلام نے اسے اولاد کے لیے آغوشِ شفقت بنایا، اسے اجنبیوں کے ہاتھ کا میل نہ بننے دیا بلکہ خاندان میں میل ملاپ کی کلید بنایا، بیرونی ذلیل خدمات کی پستیوں سے نکال کر اسے اندرونِ خانہ عظیم فرائض سونپ کر ایک بلند منصب عنایت کیا، پہلے وہ خود موروثی چیز تھی جو وراثت میں عام ترکے کی طرح تقسیم ہوا کرتی تھی، اسلامی شریعت نے یہ رسم بد ختم کی اور اس کے لیے ترکے میں سے خاص حصہ مقرر کیا۔

آج اگر دنیا میں عورت کے حقوق کی بحالی کا کوئی راستہ ہے تو وہ اسلام کی ابدی اور آفاقی شریعت کے سوا کچھ نہیں۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو حقوقِ نسواں کا نعرہ لگاتے ہوئے اسلام کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں، اسلام کے ذریعے عورت کو ملنے والے حجاب کے اعزاز پر انگلیاں اٹھاتے ہیں اور عورت کی عصمت وناموس اور اس کی شرافت ونجابت کے اس محافظ کو تار تار کر دینا چاہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ عمل اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے نعروں کی آڑ میں دراصل عورت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے لیے سرگرم ہیں۔

جہاں تک ان دانشوروں اور قلم کاروں کا تعلق ہے جو عورت کے ان حقوق کی بات کر رہے ہیں جو واقعی بنیادی حقوق کے زمرے میں آتے ہیں اور شریعت کے دائرے میں داخل ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ قابل تعریف ہیں مگر انہیں اپنی آواز صرف چند خواتین کی حد تک محدود نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کا دائرہ بڑھانا چاہئے...... کیا انہیں فلسطین کی مظلوم عورتیں دکھائی نہیں دیتیں جن کی آزادی اور عصمت پر اسرائیل ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ کیا ان کے نزدیک کشمیر کی مسلمان بہنیں خواتین کے زمرے میں داخل نہیں جن کے گھربار انڈین آرمی کے ہاتھوں جلا دیے گئے، جن کے پھول سے بچے مسل دیے گئے اور جن کے کڑیل جوان بھائی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ کیا انہیں پاکستانی خواتین کا خیال نہیں آتا جن کے اعزہ اقارب سالہا سال سے لاپتا ہیں اور اب تک انصاف کی دہلیز سے انہیں کچھ نہیں مل پایا۔

آج جو لوگ خواتین کے حقوق کا نعرہ لگا رہے ہیں، کیا ان کے نزدیک خاتون کا حق صرف سر اور بازو کھول کر گلیوں میں گھومنا، موبائل پر اجنبیوں سے دوستیاں لگانا، امریکی عورتوں کی طرح سگرٹ کے کش لینا اور نائٹ کلبوں میں ناچنا ہے۔ کیا تین وقت کا کھانا عورت کا حق نہیں، کیا زندگی اور عزت کا محفوظ ہونا خاتون کا حق نہیں۔ کیا اپنے بچوں کو شریفانہ کردار دینا خاتون کا حق نہیں۔ اور اگر یہ چیزیں اسلام اسے فراہم کر رہا ہے تو پھر خواتین کے حقوق کا راگ الاپنے والوں کو اس سے جلن کیوں ہو رہی ہے۔ وہ ایک مسلم خاتون کو پردے میں محفوظ دیکھ کر کیوں تپ جاتے ہیں۔

بلاشبہ جو لوگ عورت کے عرفی، اخلاقی اور شرعی حقوق کو نظر انداز کر کے اس کو مغربی جنس بازار بنانے پر تلے ہوئے ہیں، وہ محض اپنی بوالہوسیوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی مسلمان یہ تصور نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ عورت کے حقوق کی بازیابی میں کسی درجہ بھی مخلص ہیں۔

گلدستہ

محبت اور دلیل:

ہمارے ہاں لوگ بالعموم جس بڑی مذہبی شخصیت سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں، اس شخصیت کی کسی بات سے علمی اختلاف کرنے والوں کی کوئی بات ماننا تو درکنار، سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ وہ ان اختلاف کرنے والوں کی دلیل جانے بغیر اور اگر دلیل جان لیں تو اسے تحقیق کی کسوٹی پر کسے بغیر ہی رد کر دیتے ہیں لیکن باشعور مسلمان کبھی ایسا رویہ اختیار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام کی نبی کریم ﷺ سے محبت کی شدت سے تو ہر مسلمان واقف ہے۔ وہ آپ ﷺ پر جان چھڑکتے تھے، آپ ﷺ کے اشارہ ابرو کی تعمیل کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنا سوئے ادب خیال کرتے تھے، لیکن تدبیر کے باب میں اگر انہیں آپ ﷺ سے رائے کا اختلاف ہوتا تو اپنی رائے کو بڑے سلیقے کے ساتھ پیش بھی کر دیتے تھے۔ سیرت النبی ﷺ کی کتابوں میں اسی نوع کا ایک واقعہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

جنگِ بدر کے موقع پر حضور ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ایک دانا صحابی حضرت حباب بن منذر ؓ نے آپ کی خدمت میں آ کر دریافت کیا کہ یہ مقام جو پڑاؤ کے لیے منتخب کیا گیا ہے، کیا وحی الٰہی کے تحت کیا گیا ہے یا آپ کی اپنی رائے ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ وحی نہیں ہے۔ تب حضرت حباب ؓ نے کہا کہ یہ جگہ مناسب نہیں ہے اور دلائل دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ آگے تشریف لے چلیں اور قریش کے سب سے قریب جو چشمہ ہو، اس کے قریب پڑاؤ ڈالیں۔ ہم دوسرے چشمے پاٹ دیں گے اور اپنے چشمے پر حوض بنا کر پانی بھر لیں گے۔ اس کے بعد ہم قریش سے جنگ کریں گے تو ہمیں پینے کے لیے پانی حاصل رہے گا اور وہ پانی سے محروم رہیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک مشورہ دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ لشکر سمیت آگے بڑھے اور دشمن کے سب سے قریب ترین چشمے پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ صحابہ کرام ؓ نے حوض بنایا اور باقی تمام چشموں کو بند کر دیا۔ پھر تائید ایزدی سے بارش بھی ہو گئی۔ مسلمانوں نے بارش کا پانی وافر مقدار میں محفوظ کر لیا۔ ان کا وہاں قیام خوش گوار ہو گیا اور دل مضبوط ہو گئے۔ کفار کا لشکر چوں کہ نشیب میں تھا اس لیے بارش کے کیچڑ کی وجہ سے ان کے پاؤں دلدلی زمین میں دھنسنے لگے اور وہ نقل و حرکت میں مشکل محسوس کرنے لگے۔

حضرت حباب ؓ نے نبی کریم ﷺ جیسی عظیم ہستی کی ایک رائے سے اختلاف کیا لیکن شدید حبِ رسول ﷺ رکھنے والے صحابہ کرام نے اس کا برا نہیں مانا، اس لیے کہ انہوں نے محبت اور دلیل کے فرق کو پیشِ نظر رکھا۔

محبت اور دلیل کے حوالے سے سب لوگوں کا رویہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ دوسری طرف نبی ﷺ کا رویہ دیکھیے، آپ ﷺ نے بھی اس موقع پر کسی قسم کے غم و غصہ کا اظہار نہیں کیا اور دلیل کے اعتبار سے صحیح تر تجویز کو اپنی تدبیر پر فوقیت دی۔ اس پہلو سے غور کریں تو اس میں ہمارے بڑے بڑے قائدین کے لیے ایک سبق ہے۔ (اہلیہ شمس الرحمٰن۔ کراچی)

نصیحت

اثر جونپوری

حق تعالیٰ نے ضرور آپ کی نصرت کی ہے
راہِ تقویٰ میں اگر آپ نے بھی ہمت کی ہے

عمر بھر نصرتِ رحمٰن سے محروم رہا
نفس و شیطان کی جس نے بھی حمایت کی ہے

گر ہے اعضاء و جوارح کا غلط استعمال
یہی صورت تو امانت میں خیانت کی ہے

بے حجابانہ یہ بہنوئی سے ملنا جلنا
خاک غیروں سے نگاہوں کی حفاظت کی ہے

آبرو اب سرِ بازار لٹی ہے اس کی
جس نے اغیار کی عفت کی حفاظت کی ہے

تم سے ہی بیٹیو! بہنو! ہے گھروں کی زینت
کیا ضرورت ہی تمھیں سیر و سیاحت کی ہے

دیکھنا کیسے گوارا ہے اسے نامحرم
جس نے انوارِ حرم کی بھی زیارت کی ہے

بارشِ سنگِ ملامت کو رہیں اب تیار
شرعی پردے کی اگر آپ نے جرات کی ہے

مرد سی شکل زنانی نے بنانی چاہی
یہ نشانی بھی اثرؔ قربِ قیامت کی ہے

شاہین اقبال کے اشعار اثرؔ سے پُر ہیں
جونپوری نے جبھی تم کو نصیحت کی ہے

میاں چنوں ؒ:

والدہ محترمہ نے شمارہ نمبر 498 میں شائع ہونے والی تحریر 'مہمان بلائے جان' کی طرف توجہ دلائی جس میں محترمہ غزالہ صاحبہ نے میاں چنوں کا ذکر ذرا ہلکے سے انداز میں کیا ہے۔ 'میاں چنوں' کوئی شخصیت تھی یا یونہی محاورتاً نام پڑ گیا؟ اسی حوالے سے والدہ محترمہ نے تاکیداً یہ تحریر لکھوائی ہے۔ تعمیل ارشاد میں میاں چنوں کا سرسری سا تعارف پیشِ خدمت ہے:

'میاں چنوں' ماضی میں گزری ایک بزرگ ہستی کا نام ہے۔ ان کا تعلق سہروردی سلسلے سے تھا اور ان کی نسبت حضرت بہاؤالدین زکریا ؒ سے بتائی جاتی ہے۔ ہمارے پڑنانا جی حضرت محمد دین ؒ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ضلع نارووال میں آسودۂ خاک ہیں۔ ان کی زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نواز دیتا تھا۔ وہ اکثر میاں چنوں تشریف لایا کرتے تھے۔ انہوں نے ہی بتایا کہ حضرت میاں چنوں ؒ اس وقت اس جگہ تشریف لائے تھے، جب بابر نے ہندوستان پر پہلا حملہ کیا تھا۔ ہمارے نانا جان ملک ہدایت اللہ صاحب بھی علمی شخصیت تھے۔ وہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت میاں چنوں اونچے مرتبے کی ہستی ہیں۔

ایک بات ہمارے یہاں عوام میں مشہور ہے کہ جب انگریز نے یہاں ریلوے اسٹیشن قائم کیا تو اس کے مختلف نام رکھے لیکن جو بھی نام لکھتے، رات کو تبدیل ہو جاتا اور صبح وہاں میاں چنوں لکھا نظر آتا۔ اسی وجہ سے بہرحال اس اسٹیشن کا نام میاں چنوں رکھا گیا۔ بہرحال اس واقعے کی صحت کے بارے اللہ ہی بہتر جانتا ہے، واللہ اعلم

مدیر اعلیٰ : مفتی فیصل احمد
مدیر : انجینئر مولانا محمد افضل
"خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِتعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

جائے پناہ

اہلیہ راشد اقبال

شازیہ کے دوبارہ پلٹ کر دیکھنے پر اس کے شوہر احمد کی نگاہیں بھی شازیہ کی نظروں کے تعاقب میں اٹھ گئیں مگر وہاں کوئی خاص قابل توجہ منظر نہ تھا۔

"تم بار بار وہاں کیا دیکھ رہی ہو؟"

احمد کے ٹوکنے پر شازیہ نے خود کو سنبھالا دیا۔ وہ اس کے ٹوکنے پر تھوڑا گھبرا گئی تھی۔

"کک...... کچھ نہیں۔" اس نے فوراً نظریں ہٹالیں۔

"کوئی جاننے والا ہے کیا؟" احمد نے اندازا کہا۔

"نہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ نہیں ہے جو میں سمجھی تھی۔"

"اچھا! اچھا اور کچھ خریدنا ہے یا بس آج اتنا ہی کافی ہے۔"

"میرے خیال میں کافی ہے۔" وہ اسٹور میں موجود شخص کو پہچان چکی تھی، لہٰذا وہاں سے بھاگنے کا سوچنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔" احمد نے جیب سے گاڑی کی چابی نکالی اور پارکنگ کی طرف بڑھنے لگے۔ اس نے ایک لمحے کے لیے پھر پلٹ کر خریداری کرتے ہوئے اس شخص کی طرف دیکھا۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ وہ تیزی سے ڈیپارٹمنٹل اسٹور سے باہر نکل آئی۔ لندن کی کشادہ سڑکوں پر ان کی گاڑی دوڑ رہی تھی مگر شازیہ غیر معمولی خاموش تھی۔

"کچھ نروس ہو۔" اس کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے احمد بولا۔

"نہیں۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ وہ خود کو نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگی مگر اس میں وہ کامیاب نہیں ہو پا رہی تھی۔ ان کی گاڑی اپنے اپارٹمنٹ کے پارکنگ ایریا میں داخل ہو چکی تھی، جہاں ان کا چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا۔ یہ ایک بلند و بالا عمارت تھی جس میں وہ رہائش پذیر تھے۔ زیادہ تر وہاں کے مقامی رہائشی تھے مگر کچھ پاکستانی اور کچھ انڈونیشین مسلمان بھی وہاں آباد تھے۔ ہم زبان ہونے کی وجہ سے شازیہ پاکستانی فیملیز سے کافی گھل مل گئی تھی۔

☆

ابھی چھ مہینے پہلے ہی وہ شادی ہو کر احمد کے ساتھ لندن آئی تھی۔ لندن میں احمد ایک بڑی کمپنی میں ملازمت کرتے تھے۔ عرصہ دراز سے وہ یہیں مقیم تھے۔ شازیہ کے لیے یہ ایک خوب صورت زندگی کا آغاز تھا۔ وہ خود تو کافی دنیادار قسم کی لڑکی تھی، مگر اس کا شوہر احمد دین کی طرف کافی مائل تھا۔ وہ اس بات پر حیران بھی تھی کہ لندن جیسی جگہ جہاں پر بگڑنا آسان ہو، وہاں پر مذہب کی طرف اتنا جھکاؤ حیرت انگیز بات تھی۔ مگر احمد کہا کرتے کہ انہوں نے یہاں کے مقامی لوگوں کو بہت قریب سے جانا ہے، ہر طرح کی آزادی وعیاشی ہونے کے باوجود اکثریت ذہنی سکون سے محروم ہے۔ جو خاندانی نظام ایشیائی ممالک میں موجود ہے، یہاں اس کا تصور بھی محال ہے، جس نے ہر ایک کو ذہنی مریض بنا دیا ہے۔ کمانا، کھانا، اڑانا بس یہی یہاں کی زندگی ہے۔ یہ مذہب بے زار لوگ ہیں۔ یہاں کے مرد عورتوں کو صرف کٹھ پتلی سمجھتے ہیں اور یہاں کی عورت بھی رشتوں کے جھمیلوں سے باغی ہے۔

جب کہ دینِ اسلام میاں بیوی کو ایک دوسرے کا احترام اور محبت سکھاتا ہے۔ ہمارا دین خاندانی نظام پر زور دیتا ہے۔ یہ سب اسلام کی متعین کردہ حدود ہیں جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، اس کے علاوہ دوسرے جتنے بھی زندگی گزارنے کے طریقے ہیں، ان میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے، بے سکونی ہی بے سکونی ہے، چاہے سکون کے لیے جتنے بھی حربے استعمال کر لیے جائیں۔ اصل جائے پناہ دین اسلام ہی میں ہے۔

احمد کے مزاج سے شازیہ ہم آشنا ہو چکی تھی۔ اس نے بھی بڑا دھوکا کھایا تھا۔ ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں وہ جس شخص کو بار بار پلٹ کر دیکھ رہی تھی وہ اس کا سابق شوہر سلمان تھا...... وہ اس کو پہچاننے میں کیسے غلطی کر سکتی تھی؟ مگر وہ اس کو لندن میں دیکھ کر اندر تک کانپ گئی تھی۔ کیوں کہ یہ بات احمد کو معلوم نہ تھی کہ احمد سے اس کی دوسری شادی ہے۔ سلمان سے اس کا نکاح اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے عمل میں آیا تھا۔ اس کے والدین کسی صورت سلمان سے شادی کرنے کے لیے تیار نہ تھے، مگر اس نے اپنی ضد کے آگے سب کو مجبور کر دیا تھا۔ ابھی رخصتی عمل میں نہ آئی تھی، دن ملاقاتوں اور رات فون پر لمبی باتوں میں گزر جاتی۔ وہ سلمان کو پا کر بہت خوش تھی کہ اپنی محبت حاصل کر لی مگر کچھ ہی عرصے بعد اسے سلمان کی عاشقانہ طبیعت کا علم ہو گیا۔ ایک وقت میں اس کے کئی کئی خواتین سے فون پر رابطے تھے۔ وہ جو اسے صرف اپنی محبت سمجھ رہی تھی، کئی لڑکیاں اس کی طرح یہی خواب دیکھ رہی تھیں۔ حقیقت جان کر وہ غصے سے بھر گئی۔ مگر سلمان پر بھلا کیا اثر ہونا تھا...... آخر وہی ہوا، شازیہ نے طلاق لے لی، والدین نے سکھ کا سانس لیا کہ رخصتی سے پہلے ہی اصل چہرہ سامنے آ گیا۔ طلاق دینے کے معاملے میں بھی سلمان نے اسے بہت پریشان کیا۔ وہ تو اس کے بھائی نے عدالتی تعلقات استعمال کیے تو اس شخص سے جان چھوٹی۔ اس کے والدین نے بدنامی کے ڈر سے محلہ بھی چھوڑ دیا۔ پھر کسی کو اس کی پچھلی زندگی کے بارے میں نہیں بتایا اور احمد سے اس کی شادی کر دی گئی۔ احمد چوں کہ لندن ہی میں رہا کرتے تھے، لہٰذا اس رشتے کو زیادہ مناسب سمجھتے ہوئے والدین نے ہاں کر دی کہ شازیہ یہاں نہ رہے گی تو سابقہ زندگی کے بارے میں جاننے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔

اس نے کئی بار احمد کو بتانے کی کوشش کی مگر ان کی محبت، توجہ دیکھ کر وہ خاموش رہ جاتی کہ کہیں اس کی پرسکون زندگی اس کی بے وقوفی کا شکار نہ ہو جائے۔ لیکن آج وہ

سلمان کو لندن میں دیکھ کر بے حد پریشان ہو گئی تھی۔

☆

"آج سردی بہت ہے، کیفے ٹیریا چلتے ہیں، کچھ دیر وہاں ٹھہر کر کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں چلیں گے۔"

لانگ ڈرائیو پر احمد اسے باہر لے جانے پر بضد تھے مگر سلمان کی شکل دیکھ کر وہ اب باہر جانے سے کتراتی تھی۔ شازیہ نے کئی بہانے بنانے کی کوشش کی مگر احمد نہ مانے۔ آٹھویں منزل سے نیچے جانے کے لیے انہوں نے لفٹ کا بٹن دبایا۔ لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ لفٹ کے اندر سلمان موجود تھا۔ اس کی گھبرائی کیفیت احمد سے چھپی نہ رہ سکی۔

"کیا ہوا؟"

انہوں نے اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ دیکھ کر کہا۔ اس کی نظریں نہ چاہتے ہوئے بھی سلمان پر جم گئیں جو آس پاس سے بے نیاز اپنے خیالات میں گم تھا۔ ایک نظر اس نے شازیہ کی طرف بھی دیکھا اور بے تاثر چہرہ اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کی طرف کر لیا۔ سلمان کی لاپروائی دیکھ کر اس کا ہاتھ اپنے چہرے پر رینگ گیا، احمد کے اصرار پر وہ نقاب کرنے لگی تھی۔

"اوہ خدایا بے شک اسلام ہی انسان کی اصل جائے پناہ ہے۔" بے تحاشا تشکر اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ احمد کی نگاہ مسلسل شازیہ پر تھی۔ وہ اس کی آنکھوں کے مسلسل بدلتے تاثرات کو محسوس کر رہے تھے۔

کیفے ٹیریا میں پہنچتے ہی احمد اس سے پوچھ بیٹھے۔

"شازیہ! الحمد للہ میں کوئی شکی انسان نہیں ہوں، مگر نجانے کیوں ایک سوال مجھے پریشان کر رہا ہے، کیا پوچھ سکتا ہوں۔"

"ہاں کیوں نہیں؟" شازیہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کیا پوچھنے والے ہیں۔

"اس دن ہم ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں تھے ایک شخص کو دیکھ کر تم کافی پریشان ہو گئی تھیں، آج لفٹ میں بھی میرے اندازے کے مطابق وہی شخص تھا جس کو دیکھ کر تم حواس کھو رہی تھیں۔ اگر میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر لفٹ کے اندر نہ کرتا تو لفٹ بند ہو جاتی مگر تم اس خیال سے بے نیاز اس شخص کو دیکھ رہی تھیں، کوئی وجہ؟ کیا تم اس شخص کو جانتی ہو؟" احمد نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

شازیہ نے اپنی نگاہ دوسری طرف کر لی۔ وہ کیا جواب دے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی چوری یوں پکڑی جائے گی وہ خوف زدہ ہونے لگی۔

"دیکھو جھوٹ مت بولنا۔ سچ بولنے پر میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا، یہ میرا وعدہ ہے۔"

احمد نے اس کی کیفیت جانتے ہوئے کہا۔ احمد کے دلاسے اور وعدے سے اسے کچھ حوصلہ ہوا اور پھر شازیہ نے اپنی سابقہ زندگی کی داستانِ الم اسے لفظ بہ لفظ سنا دی۔

احمد اس کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ ان کی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں۔

"شازیہ! میں حیران ہوا تمہاری بات سن کر، اور اب تم بھی حیران ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ، جو جھوٹ تم نے مجھ سے بولا وہی میں تم سے بول چکا ہوں، یعنی جیسے کو تیسا مل گیا۔" وہ پھر مسکرائے۔

"مطلب؟" اس کی بات سن کر شازیہ کی اشکوں بھری آنکھوں میں حیرت امڈ آئی۔

"مطلب یہ کہ میری شادی بھی تم سے دوسری ہے۔ تم کہا کرتی ہو نا! آپ لندن جیسی جگہ میں بھی رہ کر دین کی طرف اتنے مائل کیوں ہیں۔ وہ اس لیے کہ مذہب بے زار ہونے کا حشر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ اپنی تعلیم پوری کرنے کے لیے میں نوعمری میں ہی لندن آ گیا تھا۔ کچی عمر تھی اور روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں، بس آزادی ہی آزادی تھی، میں بس نام کا مسلمان رہ گیا مگر اس نام کے مسلمان ہونے نے بھی مجھے گناہ کی آخری حد تک جانے سے بچایا۔ میں نے ایک عیسائی لڑکی سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد میری زندگی میں کچھ ٹھہراؤ آیا۔ اللہ نے مجھے ایک خوب صورت سا بیٹا بھی دیا۔ لیکن اب میں چاہتا تھا کہ مشرقی روایات کی طرح میری بیوی گھر میں قرار پکڑے اور میرے بچے کی دیکھ بھال کرے مگر...... مگر میں بھول گیا تھا یہاں کی عورت اچھی گرل فرینڈ تو بن سکتی ہے، اچھی بیوی اور اچھی ماں نہیں۔ میرے بار بار روکنے ٹوکنے پر وہ بکھر جاتی۔ مجھے اپنا بیٹا عزیز تھا۔ بہت ہی خوب صورت اور گول مٹول......"

اب احمد کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، جیسے وہ اسے سامنے دیکھ رہے ہوں۔

"ایک دن میرا بیٹا بہت بیمار تھا مگر اس کی ماں کو اس کی پروا نہ تھی۔ وہ حسبِ معمول صبح ہوتے ہی نکلنے لگی۔ میں اس کے راستے کی دیوار بن گیا اور کہا کہ وہ بچے کو سنبھالے۔ وہ اپنی آزادی میں بچے کو دیوار سمجھنے لگی اور ایک دن اس نے اپنے ہاتھوں...... میرے بیمار بچے کا گلا دبا کر مار دیا اور میں کچھ نہ کر سکا، کچھ بھی نہیں۔"

"احمد سر جھکا کر رونے لگے۔ بچے کی بات سن کر شازیہ بھی روہانسی ہو گئی۔

شازیہ نے اسے دلاسہ دینا چاہا مگر الفاظ اس کی سمجھ نہ آئے کہ کیا کہے۔ احمد رو چکے تو اس سے مخاطب ہوئے۔ "میں اب بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں شازیہ، بہر حال وہ میری زندگی کا الم ناک واقعہ تھا، مگر میری ہدایت کا باعث بن گیا۔ میں مذہب بے زار لوگوں سے بے زار ہو گیا۔ اسلام کی سچائی اور اسلام پسندی میرے لیے ایک مضبوط قلعہ بن گئی۔ آج سے ہم ایک نئی زندگی شروع کریں گے جس میں ہماری سابقہ زندگی کی جھلک بھی نہ ہو گی۔" احمد ایک عزم سے بولے۔

"ہاں مگر احمد! ہماری زندگی میں اسلام ہماری جائے پناہ ہو گا، جس کی بدولت ہماری زندگی میں روشنی ہی روشنی ہو گی۔"

"ان شاء اللہ......!" دونوں نے ایک ساتھ ہی کہا۔ اب دونوں کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

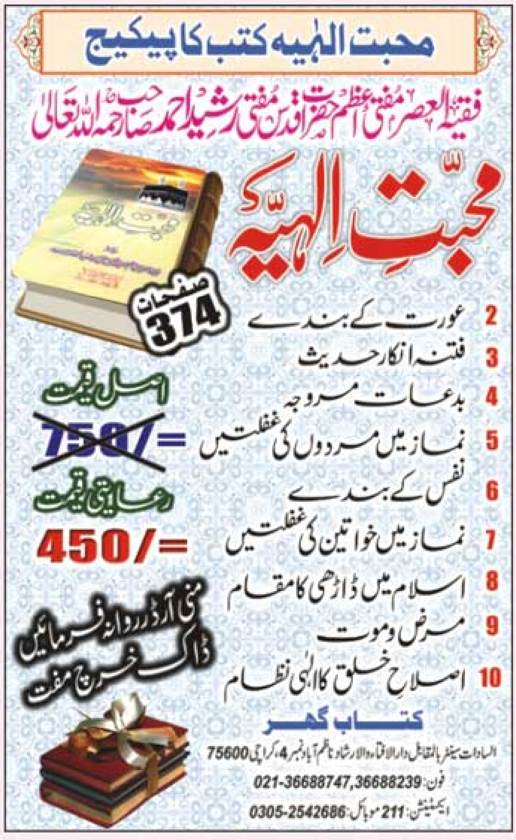

توہم پرستی کی باتیں:

سوال: مشہور ہے کہ اگر حاملہ عورت کو سانپ دیکھ لے تو اس کے پیٹ میں اگر بیٹا ہو تو سانپ فوراً اندھا ہوجاتا ہے اور اگر بیٹی ہو تو سانپ وہاں ٹھہر نہیں سکتا، فوراً چلا جاتا ہے۔ کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ (ام دعا مریم۔ ریتڑہ)

جواب: کوئی اصل نہیں۔ اس جھوٹ کی تردید کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت کافی ہے: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِي الْاَرْحَامِ الأية (34/31)

''یقیناً (قیامت کی) گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے؟''

انسان کی پیدائش اور تدفین کی مٹی ایک ہی ہوتی ہے:

سوال: کیا یہ حقیقت ہے کہ انسان کی پیدائش جس مٹی سے ہوتی ہے، تدفین بھی اسی میں ہوتی ہے؟ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔ (ایضاً)

جواب: یہ حقیقت ہے کہ جس مٹی سے انسان کی پیدائش ہو، اسی مٹی میں تدفین ہوتی ہے۔ اس کے متعلق کوئی صریح حدیث تو نظر سے نہیں گزری لیکن علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ مظہری رحمہ اللہ آیت منها خلقنا کم...... کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

وقال البغوی قال عطاء الخراسانی: ان الملک ینطلق فیأخذ من تراب المکان الذی یدفن فیه فیذره علی النطفة فیخلق من التراب ومن النطفة ودلیل قول عطاء ماقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مامن مولود الا وفی سرته من ترتبة التی یولد منها فاذا رد الی ارذل عمره رد الی تربة التی خلق منها یدفن فیها وانی وابابکر وعمر خلقنا من تربة واحدة وفیها ندفن رواه الخطیب عن ابن مسعود وقال غریب واورده ابن الجوزی فی الموضوعات قال الشیخ المحدث میرزا محمد الحارثی البدخشی رحمه الله: ان لهذا الحدیث شواهد عن ابن عمرو ابن عباس وابی سعید وابی هریرة یتقوی بعضها ببعض فهو حدیث حسن وما ذکره العینی فی شرح الصحیح البخاری فی کتاب الجنائز عن محمد بن سیرین انه قال لو حلفت حلفت صادقا غیر شاک ولامستثنی ان الله تعالیٰ ماخلق نبیه صلی الله علیه وسلم ولا ابابکر ولاعمر الا من طینة واحدة وما اخرج ابن عساکر عن عبدالله بن جعفر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یاعبدالله هنیئا لک مرینا خلقت من طینتی وابوک یطیر مع الملئکة فی السماء وماروی الدیلمی فی مسند الفردوس وابن النجار عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال طینة المعتق طینة لعله قال ذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم لبعض من اعتقه (تفسیر المظہری 73/6)

دیگر مفسرین نے بھی اس مضمون کی تصریح کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

تفسیر خازن 256/3 مدارک برہامش خازن 256/3 قرطبی 191/11 کشاف 3-69 تفسیر ابی مسعود 4-612 تفسیر بغوی 265/3 تفسیر کبیر 62/8 روح المعانی 8 الجزء السادس عشر 303 معارف القرآن 117/6۔

روزے میں سرخی اور کاجل کا استعمال:

سوال: روزے کی حالت میں عورت کے لیے لپ اسٹک اور کاجل کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: کاجل کا استعمال تو جائز ہے۔ سرخی میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کی تہ جم جاتی ہے تو استعمال جائز نہیں۔ خواہ عورت روزہ سے ہو یا روزہ کے بغیر کیوں کہ اس کی وجہ سے عموماً نماز کے اوقات میں اسے صاف کر کے وضو کرنے میں کوتاہی کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں نمازیں ضائع ہوجاتی ہیں۔ البتہ اگر کوئی خاتون اسے صاف کر کے وضو اور نماز اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے تو اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہے اور تہ نہیں جمتی تو بھی استعمال جائز ہے، لیکن روزہ میں احتیاط بہتر ہے۔ اگر لعاب نگلتے ہوئے سرخی کا ایک ذرہ بھی پیٹ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ناپاکی کی حالت میں مہندی کا استعمال:

سوال: کیا حالت حیض ونفاس میں سر پر مہندی لگانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

غیر ضروری بالوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا:

سوال: کوئی ایسی دوا استعمال کرنا جائز ہے جس سے غیر ضروری بال اگنے ہی نہ پائیں اور ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائیں؟ (ایضاً)

جواب: جائز ہے۔

طب یونانی، طب ہندی، طب نبوی اور قانون مفرد اعضاء کے ماہر
مطب استاذ الحکماء حکیم محمود الحسن توحیدی
جس مطب کا افتتاح تقریباً 15 سال قبل
حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ
نے اپنے دست مبارک سے فرمایا
حکیم محمود الحسن توحیدی علماء ومشائخ امراء وزراء اور
داعی ومبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب
کے بھی معالج خاص ہیں
حکیم محمود الحسن توحیدی
دکھی مریضوں کی خدمت اس جذبہ سے کرتے ہیں کہ اللہ پاک ہمیں اپنے بندوں کی ہدایت اور شفاء کا ذریعہ بنادے (آمین)
جو جانتے ہیں یقیناً وہ سب مانتے ہیں
خواتین وحضرات اور بچوں کے تقریباً تمام امراض کا علاج انتہائی توجہ سے کرتے ہیں
آپ بھی آزمائیں آپ بھی مان جائیں گے انشاءاللہ
فون پر مشورہ کر کے ادویات بذریعہ ڈاک بھی منگوا سکتے ہیں
تمام مریضوں کا معائنہ اور مشورہ مفت
غریب اور مستحق مریضوں کو دوا مفت دی جاتی ہے
بروز اتوار مطب بند رہتا ہے
ملاقات سے پہلے فون پر وقت ضرور لیں
0322-4719084 0300-4679784
متصل عسکری بنک چوک ناخدا وسن پورہ شادباغ روڈ لاہور

درد کا درماں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

باجی! میں آپ کا رسالہ ''خواتین کا اسلام'' بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ میں اپنا مسئلہ لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ میرا بیٹا 12 سال کا ہے۔ جو بہت ہی زیادہ بدتمیز ہے۔ گالیاں بہت دیتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے۔ جھوٹ اتنی صفائی سے بولتا ہے کہ اگلا بندہ یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا اور اب اپنے ہی گھر سے بغیر پوچھے پیسے بھی اٹھانے لگ گیا ہے۔ پڑھائی میں بالکل دل چسپی نہیں لیتا۔ ایک کلاس میں دو، دو سال لگاتا ہے، جب پڑھنے کا وقت ہوتا ہے تو بہانے بناتا ہے جیسے پیٹ میں درد ہے، سر میں درد ہے۔ آنکھوں میں کچھ ہو رہا ہے۔ میرے چار بچے ہیں۔ غصہ چاروں میں ہے، مگر اس کی طرح کوئی بھی بدتمیز نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر کچھ ایسا پڑھنے کو بتا دیں کہ اس کی بدتمیزی کم ہو جائے اور اس کا کچھ مستقبل بن جائے، میں اس کی وجہ سے بہت پریشان رہتی ہوں۔

(مسز جاوید۔ ملتان)

ج: بی بی بیگم جاوید!

بچہ اپنے گھر یا اپنے اردگرد کے ماحول سے سیکھتا ہے، کہیں نہ کہیں روزن ضرور ہوگا، جہاں سے گالیوں کی غلاظت داخل ہو رہی ہے، غصہ کے لیے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور درود ابراہیمی کثرت سے پڑھ کر بچوں پر دم کریں اور پانی بھی پلائیں۔ بچوں کے لیے سخت محنت اخلاص اور نرمی کی ضرورت ہوتی ہے اور ان تمام پر عمل پیرا ہونے کے لیے حکمت کی ضرورت ہے۔ یاد رکھیں ان بچوں کو پودوں کی طرح آبیاری کی ضرورت ہے، آپ آرام سے اپنا اور میاں صاحب کا تجزیہ کریں اور سب سے پہلے اپنا محاسبہ کرنے کے بعد بچوں کا محاسبہ نہ کریں، ان کی پیار سے اصلاح کریں۔ زوال کے وقت یا قدوس پڑھ کر بچوں کی اصلاح کے لیے دعا کریں۔ رشتوں کے لیے میں تحریر کر چکی ہوں۔ وہ پڑھیں۔

محترمہ باجی صاحبہ درد کا درماں مجھے بے حد پسند ہے۔ آپ نے انسانیت کی بھلائی کے لیے ایک بہت اچھا کام شروع کیا ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ ہماری محسنہ ہیں۔ ہم آپ کا احسان نہیں اتار سکتے۔ اللہ پاک آپ کو خوش رکھے۔ آمین!

میں آپ کو اپنی بڑی باجی سمجھ کر مسئلہ شیئر کر رہی ہوں، امید ہے آپ میری اصلاح کریں گی۔ میری پیاری باجی جان صاحبہ! میری عمر 21 سال ہے۔ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے میں عالمہ بن چکی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے مجھے بھی قرآن وحدیث کے علم کا کچھ حصہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ میں بی اے کا امتحان بھی دے رہی ہوں۔ لیکن باجی صاحبہ میں چند باتوں کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ ایک بات یہ ہے کہ میرا دل دوسرے لوگوں کے بارے میں بغض سے بھرا ہوا ہے۔ جب بھی میں کسی کو دیکھتی ہوں اس کے بارے میں برا سوچتی ہوں۔ اس کے علاوہ باجی صاحبہ الحمدللہ میں نماز پڑھتی ہوں۔ قرآن کی تلاوت کرتی ہوں، تہجد پڑھتی ہوں، اشراق چاشت کی نماز بھی پڑھتی ہوں۔ کہتے ہیں کہ دوسروں کے بارے میں دل صاف نہ ہو، ہمسائے خوش نہ ہوں تو یہ عمل بھی قبول نہیں ہوتے۔ باجی جب میں یہ سارے کام کرتی ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں نیک ہوں اور دوسری میری بھابھیاں کوئی عمل نہیں کرتیں تو یہ خیال کیسے دل سے نکالوں۔

(ریحانہ۔ جھنگ صدر)

بی بی! ریحانہ

''درد کا درماں'' پسند کرنے کا شکریہ، بی بی تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس نے مجھ ناچیز اور ''خواتین کا اسلام'' کے ذمہ داران کو اس کام کے لیے چنا، آپ اپنے دل کو ہر خرابی سے پاک کرلیں، پھر آپ کے دل میں وہ چراغ روشن ہو جائے گا، جس کی روشنی کو کبھی زوال نہیں، وہ چراغ اللہ کی محبت کا چراغ ہے، مندرجہ ذیل دعا سمجھ کر اللہ کی چاہت کے ساتھ پڑھیں:

ریحانہ تبسم فاضلی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترمذی، حاکم عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں، اور اس شخص کی محبت مانگتا ہوں، جو آپ سے محبت رکھتا ہو، اور وہ عمل مانگتا ہوں، جو آپ کی محبت تک مجھے پہنچا دے، اے اللہ! آپ اپنی محبت مجھے میری جان سے اور میرے گھر والوں سے اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب کر دیجیے۔

اس دعا کا ورد رکھیں، اللہ تعالیٰ کی محبت آپ کے دل میں خوشبو کی طرح بس جائے گی، یہ بات تدبر کرنے سے سمجھ میں آتی ہے کہ اس دعا کے ورد سے حضور اقدس ﷺ کی محبت بھی آپ کو حاصل ہو جائے گی، کیوں کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کی، اس منزلِ محبت تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی ہر سنت پر دل کی گہرائیوں سے عمل کریں، پھر زندگی کی حقیقت آپ کی سمجھ میں آجائے گی، اس کے علاوہ کثرت سے درود ابراہیمی کا ورد کریں۔

☆ تمام برائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ (ترمذی عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں میرے لیے ہدایت ڈال دیجیے اور مجھے میرے نفس کی برائی سے محفوظ فرما دیجیے۔

بی بی! اس حمد یہ شعر پر غور کریں

انفاس کی یہ آمد و شد اُس کی ہے محتاج
جز اس کے دل وجاں کی صدا کچھ بھی نہیں ہے
اپنی حد سے بڑھ گئی جب کفر کی تیرہ شبی
آپ ﷺ کی آمد نے دنیا میں اجالا کر دیا

اللہ آپ کا حامی وناصر ہو، فی امان اللہ۔

چمنِ خیال

زباں پہ بارِ خدایا! یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لیے
(مرزا غالبؔ)

مدحِ حسنِ مصطفیٰ ہے ایک بحرِ بے کراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں
(جگن ناتھ آنند)

جو کہ ظالم ہو وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا
(مرزا سودا)

بہت کچھ ہے کرو میر بس
کہ اللہ بس اور باقی ہوس
(میر تقی میرؔ)

لفظ تاثیر سے زندہ ہیں تلفظ سے نہیں
اہلِ دل آج بھی ہیں اہلِ زباں سے آگے
(فارغ بخاری)

انتخاب: صبا مجتبیٰ۔ کراچی

محبت سینہ بہ سینہ

جس طرح کچھ خاندانوں میں سبز طوطا پالنے کا رواج ہوتا ہے، بالکل اسی طرح بلی ہمارے گھر کی ایک پہچان ہے۔ میں جب چھوٹی تھی، تو اپنی بہنوں کی بلی سے غیر معمولی انسیت اور پیار دیکھتی تھی۔ ہماری ایک بہن اس کو کسی معصوم بچی کی طرح سلاتی رہتیں اور جب وہ سو جاتی تو اس کو آہستہ سے لحاف اوڑھا کر خود کسی کام میں لگ جاتیں۔

گھر کے افراد کو دودھ پینا نصیب ہو یا نہ ہو، بلی کے دودھ کا برتن الگ تھا اور پابندی سے اس کو دودھ دیا جاتا۔ اس کو صابن مل مل کر روزانہ نہلایا جاتا اور وہ دھوپ میں بیٹھ کر اپنے آپ کو ہر طرف سے چاٹ چاٹ کر سکھاتی رہتی یہاں تک کہ دھلی دھلائی شفاف نظر آنے لگتی۔ اور گھنٹوں دھوپ میں گول ہو کر سوتی رہتی۔ اتنی صاف ستھری بلی کو دیکھ کر مجھے بھی اس پر پیار آتا اور میں اسے گود میں لے کر خوب سہلاتی تو وہ آنکھیں بند کر کے اس پیار اور محبت کو سراہتی۔ پھر ایک کے بعد ایک کئی بلیاں اور ان کے بچے ہمارے گھر میں بڑے ناز و نعم کے ساتھ پلتے رہے۔ بلیوں سے کسی کو شکایت اس لیے بھی نہیں تھی کہ وہ بہت مہذب طریقے سے صحن میں مٹی کھود کر قضائے حاجت پوری کرتیں۔ جب وہ فراغت کے بعد مٹی برابر کرتیں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حیرت ہوتی اور عقل دنگ رہ جاتی کہ یا اللہ! ان بے زبان جانوروں کو یہ تہذیب کس نے سکھائی؟

بلی سے یہ غیر معمولی محبت اور انسیت ہمارے خاندان میں پلتی رہی، یہاں تک کہ ہماری بہنوں کی شادیاں ہوگئیں۔ زیب باجی جن کو بلی سے خاص لگاؤ تھا، سسرال میں بھی بلی پالتی رہیں اور اس کی خدمت اور سیوا کرتی رہیں۔ یہ محبت ان کے بچوں میں بھی منتقل ہوگئی اور جب میں ان کے گھر جاتی تو سفید، کالی اور بھوری چتک دار بلیاں دروازے پر ہمارا استقبال کرتیں۔ ان کے گھر جب جاؤ، بات ادھر اُدھر سے گھومتے گھماتے بلیوں پر آ کر ٹھہر جاتی۔ بلیوں کے بلونگڑوں کی معصوم حرکتوں کا ذکر کرتے ہوئے خوب قہقہے لگائے جاتے۔

ایک دن میں بھی اپنی بہنوں کی طرح بیاہ کر سسرال آ گئی۔ یہاں کوئی بلی نظر نہیں آئی کیوں کہ اس گھر میں بلیوں کا کوئی شوقین نہیں تھا۔ گھر میں بلی کا داخلہ تک ممنوع تھا مگر میرے دل سے ان کی محبت نہ گئی۔ جہاں کہیں راستے میں یا باہر کوئی خوب صورت سی بلی کو دیکھتی تو رک کر اسے پیار سے چمکارتی اور پاؤں سے اس کو سہلاتی۔ بلی کتنی بھی اجنبی ہو، جب پیار سے چمکاریں تو رک کر رسپانس ضرور دیتی ہے اور آہستہ سے میاؤں کہہ کر آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ اس کی یہ ادا بڑی دل لبھانے والی ہوتی ہے۔ میرے شوہر کو بلی کوئی خاص پسند نہ تھی مگر جب ہمارے بچے ہوئے اور وہ بلی کے دیوانے بن گئے تو وہ بھی بچوں کی خوشی کی خاطر خاموش رہتے۔ اب بلی کا داخلہ ہمارے گھر کے اندر آزادی کے ساتھ رہنے لگا۔ سب سے پہلے ایک سفید بلا آنے لگا جس کو ہمارے بچے اپنے کھانے سے بچی ہوئی ہڈیاں ڈال دیتے، اس طرح وہ مانوس ہو گیا اور رفتہ رفتہ پالتو بن گیا۔ میری بیٹی حنا اس سے بے انتہا محبت کرتی اور اس کا بڑا خیال رکھتی۔ مجھے زیب باجی یاد آتیں اور میں یہ سوچتی کہ یہ بچے بلی سے ایسی اٹوٹ محبت کیوں کرتے ہیں؟ ایسا لگتا ہے کہ بلی کی محبت ہمارے جینز میں داخل ہو چکی ہے۔

ام عثمان۔کراچی

میرے شوہر بلے کو ہر وقت گھر کے اندر دیکھ کر ناراضی کا اظہار کرتے مگر بچوں کا شوق دیکھ کر برداشت کرتے رہے۔ یہ سفید بلا وائٹی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ کچھ دن بعد ایک کالا بلا بھی آنے لگا اور وہ بھی پالتو بن گیا، اس کا اسم گرامی بلیکی پڑ گیا۔ ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا ایک براؤن رنگ کی بلی بھی آنے لگی۔ اور رفتہ رفتہ ان تینوں کی نسلیں بھی تیار ہونے لگیں۔ بلی کے تین ننھے ننھے بچے ہمارے بچوں کی خصوصی توجہ کا مرکز بن گئے۔ بالآخر میرے شوہر نے ایک دن تنگ آ کر کہا کہ اس گھر میں یا تو میں رہوں گا یا بلیاں رہیں گی۔

میں ڈر گئی کہ کہیں وہ ناراض ہی نہ ہو جائیں۔ صبح صبح ایک بوری لائی، اس میں سوراخ کیا، اس کے اندر مچھلی کا ایک ٹکڑا ڈالا اور اس کا منہ کھول کر بلی کو ادھر آنے کی دعوت دینے لگی۔ مچھلی کی خوشبو پا کر بلی فوراً بوری کے اندر گھس گئی، اس کے جاتے ہی میں نے بوری کا منہ رسی سے باندھ دیا اور اپنے شوہر کو جا کر اٹھایا کہ اٹھیے میں نے بلی کو ٹریپ کر لیا ہے، آپ جا کر اس کو کہیں دور چھوڑ آیئے مگر اس کے بچے بھی اس کے ساتھ جائیں گے۔ وہ فوراً اٹھ کر بوری اٹھا کر سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگے۔ تینوں بچے میاؤں میاؤں کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چلتے رہے کیوں کہ ان کی ماں بوری میں بند تھی۔ پھر گاڑی میں بھی بوری کے ساتھ ساتھ بچے بھی چلے گئے۔ ساتھ میں میرا بیٹا زین بھی ان کو چھوڑنے گیا۔ آدھے گھنٹے بعد زین اور اس کے ابو واپس گھر آ گئے تو زین کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ نہایت سوگواری سے کہہ رہا تھا کہ امی وہ تینوں بچے ہماری طرف حسرت سے دیکھ رہے تھے اور ان کی ماما پتا نہیں کہاں چلی گئی تھی۔ میرا بھی جی بھر آیا مگر میں نے سوچا شوہر کی رضا کی خاطر میں نے جو کیا ہے تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جبکہ بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ ہی تھے، بچوں کو ماں سے الگ تو نہیں کیا۔ یہ سوچ کر مطمئن ہونے کی کوشش کی مگر پورے گھر میں ایک سوگواری فضا قائم ہوگئی۔ کئی دن تک بچے بلی اور اس کے بچوں سے جدائی کا سوگ مناتے رہے مگر پھر اسکول اور پڑھائی میں مصروف ہو کر نارمل ہو گئے۔ بچے اسکول سے کالج اور کالج سے یونیورسٹی میں آ گئے مگر بلی ہمارے گھر سے نہ گئی۔ ایک جاتی تو دوسری آ جاتی اور باقاعدہ خاندان کے ایک فرد کی طرح رہنے لگتی۔ وائٹی اور بلیکی بہت عرصے تک ساتھ رہے۔ ایک دن وائٹی سخت بیمار ہو گیا۔ حنا دن رات اس کی خدمت میں لگی رہتی۔ بالآخر وہ صحت یاب بھی ہو گیا مگر کچھ ہی دن بعد ایک طاقت ور بلے کے ساتھ لڑائی میں زخمی ہو کر مر گیا۔

اس کی موت کی خبر حنا پر بجلی کی طرح گری اور وہ زار و قطار رونے لگی۔ بڑی مشکل سے اس کو صبر آیا، کیوں کہ وائٹی اس کا بڑا چہیتا تھا۔ پتا نہیں اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا کیا دعائیں مانگیں کہ اگلے ہی دن ایک بالکل وائٹی جیسا سفید بلا آ گیا، گویا اس کا نعم البدل اللہ نے بھیج دیا۔ اور حنا بہت خوش ہوگئی۔ کچھ عرصہ بعد ان دونوں بلوں میں زبردست لڑائی رہنے لگی اور وائٹی نے بلیکی کو گھر سے نکال دیا۔ وہ بے چارہ باہر باہر رہنے لگا۔ مگر بچے ابھی بھی بلیکی کا خاص خیال رکھتے تھے کچھ دن بعد وہ بھی بیمار سار رہنے لگا مگر چوں کہ وہ گھر سے باہر رہتا تھا اس لیے اس کی خدمت نہ ہو سکی۔ اس تکلیف میں بھی وہ ہمارے گھر کا ہی چکر لگاتا رہتا۔

اسی دوران ایک دن زین کے ابو مسجد سے آئے تو بچوں کو لے کر بیٹھ گئے اور کہا کہ آج مسجد کے امام صاحب نے درس میں ایک بڑی عمدہ بات بتائی ہے جو کہ بلی سے متعلق ہے۔ تم لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام سنا ہے؟ اگر نہیں سنا تو اب جان لو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے نبی ﷺ کے بہت قریبی صحابی تھے جو دن رات مسجد نبوی (باقی صفحہ 10 پر)

حصار

ام اسامہ۔ راولپنڈی

رابعہ کی طبیعت عجیب سی ہو رہی تھی، گری گری سی......اسے کچھ شک ہوا لیکن وہ ابھی کچھ بھی بتانا نہیں چاہتی تھی، جب تک کچھ کنفرم نہ ہو جائے۔ اسی متلی کی کیفیت میں بڑی بے دلی سے وہ اٹھی۔ ناشتے کے لیے آٹا گوندھ کر رکھا۔ رات اس کے سو جانے کے بعد بھی لگتا تھا، کافی کچھ ہوتا رہا ہے، ڈھیروں برتن جمع ہو گئے تھے۔ اس نے بہت ہی بوجھل طبیعت کے ساتھ کچن کا کام ختم کیا۔ ساس امی کے لیے چائے بنائی۔ ساتھ بسکٹ رکھے، کیوں کہ ناشتہ قدرے دیر سے ہوتا تھا۔ ہلکی پھلکی چائے ایک بار انہیں دے کر وہ دوسرے کام کر لیتی تھی۔ آج تو کام بھی زیادہ ہوگا۔ شاہد کی چاروں بہنیں آئی ہوئی تھیں۔ اب رابعہ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ خود اتفاق سے آئی ہیں، مشورہ کر کے اکٹھی ہو کر آئی ہیں یا بلائی گئی ہیں! اسے کیا......اس نے تو کام کرنا ہی ہے، طعنے بھی سننے ہیں، شاہد کہنے کو تو زندگی کا ساتھی ہے مگر اسے امید نہیں تھی کہ زندگی کے کسی مشکل وقت میں اس کا ساتھ بھی دے گا، وہ چائے لے کر کمرے میں گئی اور ٹرے تپائی پر رکھی۔

''امی جان! چائے......''

''رکھ دو۔'' بڑے سخت لہجے میں کہا گیا۔ ''جلدی سے شاہد کو بلا کر لاؤ۔''

''جی اچھا......'' کہہ کر وہ شاہد کو بلانے گئی، لیکن اس کا دل بہت بے ترتیب ہو رہا تھا۔ وہ سمجھی، شاید اسی وجہ سے طبیعت زیادہ خراب ہوتی جا رہی ہے، لیکن وہ کانپتے وجود کے ساتھ گئی۔ شاہد کو بتایا کہ امی جان بلا رہی ہیں۔ وہ فٹافٹ چپلیں پہن کر تقریباً دوڑتا ہوا ماں کے پاس پہنچ گیا۔

''جی امی جان! آپ نے مجھے بلایا تھا، کوئی کام ہے؟''

''ہاں بہت ضروری کام ہے۔'' ان کے لہجے میں اتنی سنجیدگی تھی کہ رابعہ دہل سی گئی۔

''میں کہتی ہوں اسے کھڑے کھڑے نکال دو!''

راشدہ بیگم نے شاہد کی طرف دیکھا۔

''میرا جرم کیا ہے؟'' رابعہ منمنائی۔

''تمہارا جرم یہ ہے کہ تم خوب صورت ہو، تم یہاں رہنا نہیں چاہتی اور تم اولاد پیدا نہیں کرنا چاہتی! تمہاری یہ عبادتیں دکھاوا ہیں، تم رعب ڈالنا چاہتی ہو کہ تم بڑی عبادت گزار ہو اور ہم لوگ......'' راشدہ بیگم جملہ پورا کیے بغیر دانت کچکچا کر رہ گئیں۔ شاہد منظر سے ہٹنے لگا۔

''تم کدھر جا رہے ہو شاہد؟ تم اس طرح یہ معاملہ ختم کیے بغیر ادھر ادھر نہیں جا سکتے، یہ میرا حکم ہے کہ اس کا رشتہ ابھی اسی وقت ختم کرو، یہ معصوم نظر آنے والی بہت چالاک ہے، مجھے اچھی نہیں لگتی اس کی ادائیں......خاموش کیوں ہو؟ سنا نہیں میں نے کیا کہا ہے؟''

رابعہ نے جلدی سے راشدہ بیگم کے پاؤں پکڑ لیے اور روتے ہوئے التجا کرنے لگی۔

''امی جان میرے ساتھ آپ جیسا سلوک کرنا چاہتی ہیں، کرتی رہیں، آپ کی ساری شادی شدہ اولادیں آپ کے پاس قیام کریں، میں سب کو پکا کر کھلاؤں گی، گھر کے سارے کام کروں گی لیکن یہ رشتہ ختم نہ کریں......''

شاہد کھڑا تھا بالکل خاموش۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ امی جان! یہ میری وہی بیوی ہے، جس کو آپ خود بڑے شوق سے پسند کر کے لائی تھیں اپنے معمولی شکل وصورت کے نکمے بیٹے کے لیے۔ آپ کہا کرتی تھیں کہ بہو خوب صورت ہو تو گھر خوب صورت ہو جاتا ہے، لیکن اب صرف چار سال گزرنے پر اولاد نہ ہونا طعنہ بنا دیا گیا ہے، اس کی نماز تلاوت کو دکھاوا کہہ دیا گیا ہے، اس کی خاموشی کو تکبر کا نام دیا جاتا ہے، چاروں بہنوں کی آمد پر سارا دن کام میں لگی رہتی ہے، وہ چغلیاں اور غیبتیں کرتی رہتی ہیں، لیکن آپ ان کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتیں اور رابعہ ہر جگہ ہر وقت اور ہر ایک کے سامنے قصوروار ٹھہرائی جاتی ہے۔ لیکن شاہد ایک لفظ بھی نہیں بول سکا۔

رابعہ کسی سنگین جرم کے مرتکب مجرم کی طرح کٹہرے میں کھڑی تھی۔ عدالت لگی ہوئی تھی۔ چاروں بہنیں عدالت میں بلائی جا چکی تھیں۔ دبے دبے الفاظ میں جو بات شاہد سے کہی جا رہی تھی۔ وہ اب ایک حکم کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ آواز بلند تھی، لہجہ تحکمانہ تھا اور صبح کے اس بابرکت وقت میں اس گھر میں شیطان ناچ رہا تھا۔ رابعہ کو طلاق سے ڈر اس لیے نہیں لگ رہا تھا کہ اسے شاہد سے کوئی قلبی لگاؤ تھا۔ شاہد کے غصے اور کاہلی، بے کاری نے رابعہ کے دل میں اس کی جگہ بننے ہی نہیں دی تھی، لیکن اسے معلوم تھا کہ اس فیصلے سے اس کے عزت دار باپ کی ساری عزت خاک میں مل جائے گی۔ اس کی کمزور دل ماں مر جائے گی، اس کے بھائیوں کا سر ہمیشہ کے لیے جھک جائے گا۔ وہ خود دنیاوی لحاظ سے ذلیل وخوار ہو کر رہ جائے گی۔ اس کا خوب صورت ہونا اس کا جرم سمجھا جائے گا۔ کوئی یہ نہیں کہے گا کہ سسرال والوں نے ظلم کیا ہے یا طلاق دینے والے کا قصور ہے، سب اسی پر انگلیاں اٹھائیں گے۔ بدکرداری سے لے کر نہ جانے کس کس طرح کے الزامات کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ اس کی ساس کے تیور بتا رہے تھے کہ آج فیصلہ کروا کے رہیں گی۔ شاہد جو آج تک اس کی حمایت میں ایک لفظ نہیں بولا، آج بھلا کیا کہے گا۔ آنسو بہانے کی اسے اجازت نہیں تھی۔ ایک بار اس کی آنکھوں میں بے موقع آنسو آ گئے تھے۔ گرمی کے سخت موسم میں وہ صبح سے کام میں لگی تھیں۔ نندیں چھٹی منانے آئی تھیں، کوئی اس کی مدد کو نہیں آئی تھی۔ اسے بے اختیار اپنا میکہ، بچپن اور ماں باپ کی محبت شفقت یاد آئی اور برتن دھوتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

اسی وقت راشدہ بیگم آ گئیں۔ اسے روتے ہوئے دیکھ کر تو وہ آگ بگولا ہو گئیں۔

''اے لڑکی! ٹسوے کیوں بہا رہی ہے؟ میری بیٹیوں کا میکے آنا کھلتا ہے، تم سے برداشت نہیں ہوتا کہ وہ بے چاری بھی ماں کے پاس آ کر سکھ کا سانس لے لیں، آنسو اپنے خصم کو دکھانا چاہتی ہوتا کہ اس کا دل پسیجے اور وہ بہنوں کے بارے میں غلط سلط سوچنا شروع کر دے۔ خبردار جو شاہد کے آگے بھی ایسا کچھ کیا، تم جیسی شاطر لڑکیاں معصوم بن کر شوہر کو ورغلاتی ہیں۔'' رابعہ کو زبان سے تو کچھ کہنا ہی نہیں تھا، اب آنکھوں سے بھی دکھ نکالنے پر پابندی لگ گئی تھی۔

وہ کیا کہتی کہ آپ کی بیٹیاں جو ہر دوسرے ہفتے آئی ہوتی ہیں، وہ بے چاری ہیں اور وہ جو مہینوں تک اپنوں کی شکل نہیں دیکھ پاتی، وہ شاطر، عیار، ریا کار ہے! اس دن کے بعد اس نے آنسوؤں پر پابندی لگا دی تھی۔ رونا ہوتا تو دروازہ بند کر کے جائے نماز پر سجدے میں رو لیتی۔ وہ بھی رات کے وقت، شاہد کے کمرے میں آنے سے پہلے پہلے۔

لیکن آج کا دن بہت ہی سخت تھا۔ سارے ظلم ایک طرف اور یہ تین بار کا دہرایا ہوا لفظ ایک طرف، وہ بھی شادی کے چار سال بعد...... اس نے ساس سے، خاوند سے مایوس ہو کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

''یا اللہ! آپ ہی میری مدد کر سکتے ہیں...... مجھے میرے ماں باپ کو......میرے پیاروں کو ہر طرح کی ذلت ورسوائی سے آپ ہی بچا سکتے ہیں...... یا اللہ......بچا لیجیے......یا اللہ!!''

اسے چکر سا آیا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

☆

وہ حرم شریف میں تھی، ننگے پاؤں، بالکل اکیلی، ملگجے سے لباس میں اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ اچانک ایک دم روشنی ہی روشنی ہوگئی، بڑی ہی خوب صورت دودھیا روشنی جس میں نرمی، محبت، شفقت، پناہ اور تحفظ کا ایک بھرپور احساس تھا۔ اسے ایک انوکھا سا نہایت خوشگوار احساس ہوا۔ وہ ایک دم مؤدب ہوگئی۔ نگاہیں جھک گئیں، وہ سمٹ گئی...... اس کے منہ سے نکلا:

"پیارے نبی ﷺ پر میرے ماں باپ قربان، میری زندگی میرا سب کچھ پیارے نبی ﷺ پر قربان!"

وہ بے اختیار سر جھکائے کہتی جارہی تھی کہ اس نے دل کے کانوں سے سنا۔ فرمایا جارہا تھا۔ "کوئی رابعہ کو رسوانہیں کرسکتا۔"

رابعہ کو یوں لگا، جیسے اسے کبھی کوئی تکلیف، کوئی دکھ، کوئی پریشانی چھو کر بھی نہ گزری ہو۔ وہ ہر تکلیف، پریشانی، دکھ بھول چکی تھی۔ اس کے دل پر سکینت کا نزول ہورہا تھا۔

"کوئی رابعہ کو رسوانہیں کرسکتا......"

اسے خوشخبری سنائی جا چکی تھی۔ ان لمحوں میں اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔ یہ گھڑیاں صدیوں پر محیط تھیں۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ بڑے پرسکون سے کمرے میں تھی۔ اونچے سے بیڈ پر لیٹی تھی۔ وہ کچھ یاد کررہی تھی مگر بولی نہیں۔ جائزہ لیا، اِدھر اُدھر دیکھا، مگر سمجھ نہ سکی کہ محفوظ حصار میں آچکی ہے۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر شاہد اس پر جھک گیا۔

"مبارک ہو، تم اماں جان بننے والی ہو، اسی لیے تمہیں چکر آگیا تھا اور تم بے ہوش ہوگئی تھیں۔"

اور وہ آنکھیں بند کرکے پھر اسی منظر میں دودھیا روشنی کی تلاش میں جانے لگی تو ساس امی بھی آگئیں۔

"جو کچھ آج ہوا اسے بھول جاؤ رابعہ، اب اپنا اور ہمارے پوتے یا پوتی کا خیال رکھو بس۔"

"کوئی رابعہ کو رسوانہیں کرسکتا......"

یہ الفاظ تو اس کے دل پر نقش ہوگئے تھے۔ ساس امی کہہ رہی تھیں، جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ لیکن آج جو کچھ اس نے دیکھا، جو کچھ اس نے سنا اور جو کچھ اس نے محسوس کیا تھا، اسی کے صدقے تو باقی کی زندگی بڑے مزے میں گزر جائے گی!!

اس کی آنکھوں سے دو قیمتی موتی گرے اور لبوں پر ملکوتی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ آنکھیں بند کرکے پھر اس منظر کی تلاش میں جانے والی تھی کہ ڈاکٹر آگئی۔

بقیہ : محبت سینہ بہ سینہ

میں صفا کے مقام پر رہتے تھے اور نبی کریم ﷺ کی احادیث حفظ کرتے رہتے تھے۔ ان کا نام عمیر اور ابوہریرہ کنیت تھی۔ کنیت کی وجہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بلی (ہرہ) پالی ہوئی تھی۔ شب میں اس کو ایک درخت میں رکھتا تھا اور صبح کو جب بکریاں چرانے جاتا تو ساتھ لے لیتا اور اس کے ساتھ کھیلتا۔ لوگوں نے یہ غیر معمولی دل چسپی دیکھ کر مجھ کو ابوہریرہ کہنا شروع کردیا۔ تو بچو! خوش ہوجاؤ کہ تم لوگوں کو جو بلی سے محبت ہے تو ایک صحابی رسول کو بھی اس سے محبت تھی۔

ابھی ابوزین یہ باتیں کرہی رہے تھے کہ کسی نے بتایا کہ بلیکی کی حالت بہت نازک ہے اور وہ باہر سے گھسٹتا ہوا ہمارے گھر کے گیٹ پر پڑا ہوا ہے۔ سارے بچے خوف کے مارے ایک جگہ سہم کر بیٹھ گئے۔ حنا کے ابو نے کہا کہ تم لوگ اس کی آسانی کے لیے دعا کرو، اور خود یٰسین شریف کی تلاوت کرنے لگے۔ میں جب ہمت کرکے بلیکی کے قریب گئی تو وہ دم توڑ چکا تھا۔ میں نے آنسو بھری آنکھوں سے اللہ کے حضور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لیا۔ مجھے تو آج ہی یہ معلوم ہوا تھا کہ ایک صحابی بھی بلی کو پالتے تھے کہ آج تک بلی کی نسبت سے پکارے جاتے ہیں، شاید یہی محبت سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچی ہے!!

رسمِ وفا 24

مناجیہ جبیں

حسن اوّاب کا رشتہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھا، جسے معمولی چھان پھٹک کے بعد قبول کرلیا گیا۔ اہل مسلسل بے یقینی سے شکر گزاری کے مراحل میں تھی۔ رابعہ نے ثمن اور ثمین کو بھی یہ خبر نشر کردی اور وہ تینوں باوجود اپنی مصروفیات کے وقت نکال کر دو تین گھنٹے کے لیے اہل کے گھر آموجود ہوئیں۔

حسن اوّاب کی اماں نے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ابھی فی الحال نکاح کردیں۔ سال چھ ماہ بعد انیس اوّاب اپنا تمام کاروبار سمیٹ کر پاکستان آرہے ہیں، پھر باقاعدہ رخصتی ہوجائے گی۔

چنانچہ ابیہ اور آسیہ شاپنگ میں، ریان اور معیز انتظامی تیاریوں میں مشغول تھے۔ ہفتے کے دن گھر پر اہل کے پاس وہ تینوں ہی تھیں۔

"اہل! اب کیا ہوگا تجھے تو خاوند بھی شاعر ملا ہے......"

ثمین نے بھنی ہوئی مونگ پھلیاں کھاتے ہوئے اسے چھیڑا۔ "اور سنا ہے کہ یہ شاعر لوگ کچھ کام وام تو کرتے نہیں، بس شاعری ہی کرتے رہتے ہیں۔"

"اور کیا اب تو صبح ناشتے کی جگہ تازہ رباعیاں ملیں گی، دوپہر میں نظمیں اور رات کو اہل کی نیلی نیلی آنکھوں میں ڈوب کر لکھی گئیں غزلیں ہی ملیں گی۔"

رابعہ نے بھی چھیڑا۔

"کیوں کیا تمہیں بھی صبح ناشتے میں دو چمچ سیرپ، شام میں دو کیپسول اور رات میں انجکشن ملتا ہے؟" اہل نے مسکرا کر بدلہ لیا۔

"کچھ نہ پوچھو بہن!" رابعہ نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"چلو نہیں پوچھتے، تم خود ہی بتادو ورنہ جب تک تمہارے پیٹ میں بات رہے گی تب تک مزید یہ دو براؤنیز تم کھا نہیں سکو گی۔" ثمین نے سنجیدہ لہجے میں رابعہ کو چھیڑا۔

"میرے میاں جی یوں تو بہت اچھے ہیں مگر انہیں تو بس دوائیوں اور کیپسولوں کے مشکل مشکل نام ہی ازبر ہیں اور مجال ہے جو کوئی خوبصورت سا شعر بھی آتا ہو، ایک بار انہیں گھر آنے میں دیر ہوگئی تھی تو میں نے انہیں ایک شعر میسج کیا۔

وہ اجازت دیں تو اتنی بات کہہ دینا
ہمیں نیند نہیں آتی ساری رات کہہ دینا
کسی کام میں بھی دل نہیں لگتا آج کل
ہمیں بہت ستاتی ہے ان کی یاد کہہ دینا

تو گھر آکر پتا ہے پہلی بات انہوں نے کیا کہی......؟" رابعہ کہیں خیالوں میں گم تھی۔

"کیا......؟" وہ تینوں پوری طرح رابعہ کی طرف متوجہ تھیں۔ کہنے لگے۔ "رابعہ! تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تمہیں رات کو نیند نہیں آتی؟ چلو تم یہ ٹیبلٹ لے لینا تو آرام سے سو جاؤ گی، میری فکر مت کرنا میں صبح خود تیار ہو کر چلا جاؤں گا۔" پھر بہت محبت سے بولے۔ "اصل میں تم فکر لے کر سوتی ہوگی ناں کہ صبح ناشتہ بھی تیار کرنا ہے، کپڑے بھی پریس کرنے ہیں تب ہی بار بار آنکھ کھلتی ہوگی، چلو آیندہ سے ہم دونوں مل کر ہر کام کرلیں گے۔" رابعہ کا لہجہ جلا ہوا تھا۔ ان تینوں کی ہنسی کے فوارے پھوٹ پڑے۔

نکاح کی تقریب میں قریبی احباب کو بلایا گیا، جو بھی اہل کو دیکھتا وہ دیکھتا رہ جاتا۔ اس نے پنک فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہن رکھا تھا، جس میں وہ خود ایک حسین گلاب لگ رہی تھی۔ اس کے جاذب نقوش، گلابی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ اور نیلی آنکھیں جن میں آج ستارے کوٹ کوٹ کر بھرے محسوس ہوتے تھے۔ دوستوں کی چھیڑ چھاڑ میں اہل اور حسن اوّاب کا نکاح ہوگیا۔ نکاح کے بعد مبارک سلامت کا شور اٹھا اور ابیہ نے حسن اوّاب سے ملنے کی خواہش کی۔

حیان اور سلمان کے ساتھ حسن اوّاب روایتی دولہا کے روپ میں آئے۔

ابیہ نے حسن اوّاب کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ یہ ان کی حسن اوّاب سے پہلی ملاقات تھی۔ شکر گزاری کے احساس سے ان کی آنکھیں لبریز تھیں۔ کس طرح ایک یتیم بچی کو اللہ نے ریان جیسا مشفق باپ اور حسن اوّاب جیسا مہذب اور قابل رشک جیون ساتھی عطا کیا۔ واقعی جس کا کوئی نہیں ہوتا، اس کا خدا ہوتا ہے۔

☆

رابعہ کے یہاں خوشخبری کی آمد تھی...... سسرال میں بھی وہ اب تک سب سے چھوٹی تھی، یوں اس کے ناز بہت اٹھائے جارہے تھے۔ اس کی شادی کو پانچ ماہ گزر چکے تھے پھر بھی اس کا الہڑپن باقی تھا۔ آسیہ کی تو یوں بھی لاڈلی تھی، اب ہتھیلی کا چھالا بن گئی تھی۔ بیٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں جب تک اپنے پاس ہوں ان کی تربیت کے لیے مائیں کڑی نگاہ رکھتی ہیں اور جب پرائی ہوجائیں تو پھر ان کو آرام پہنچانے میں مصروف ہوجاتی ہیں۔ سسرال میں رابعہ کی بس ایک جٹھانی اور ایک دیور تھے۔ جٹھانی بھی اچھے مزاج کی تھیں، یوں رابعہ کی ان سے بھی دوستی ہوگئی تھی اور جٹھانی کے دو بچے اس کے آگے پیچھے پھرتے تھے۔ وہ پندرہ دن میں میکے جاتی اور دو دن رہ کے واپس آتی تھی اور ان دنوں میں اہل کے گھر کا بھی چکر لگ جاتا، کبھی اہل آجاتی اور دونوں مل کر پرانی یادیں تازہ کرلیتے۔ (جاری ہے)

شفائے نظر
یہ مرکب ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک ہے
عینک سے چھٹکارا
خالص ترین غذائی اجزاء پر مشتمل ہمارا یہ کورس نظر کو تیز کرتا ہے
دماغ کو طاقتور بناتا ہے
جسمانی و اعصابی کمزوری ختم کرتا ہے
بچوں کی نشوونما کر کے قد میں بھی اضافہ کرتا ہے
اس کا آٹھ ہفتوں کا مسلسل استعمال عینک کا ڈیڑھ تا دو نمبر کم کرتا ہے
جنہیں ابھی عینک نہیں لگی وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں
فری ہوم ڈیلیوری کے لیے ملک بھر سے ابھی فون کریں اور رقم کی ادائیگی پارسل ملنے پر کریں
ہشام لیڈیز کلینک
مین چوہان روڈ کرشن نگر اسلام پورہ لاہور
فون 042-37157775
0321-8482317

’’چلو سعدیہ دیر ہو رہی ہے۔‘‘ فاطمہ نے سعدیہ سے کہا۔

’’اچھا بھابھی بس عبایا پہن لوں۔‘‘

’’اوہ ...... یہ اماں والی عبایا ایک طرف رکھو، سمجھیں تم!! پہلے ہی اتنی گرمی ہے اور تم ہو کہ بس!‘‘

’’نہیں بھابھی میرے لیے ممکن نہیں ہے کہ ایسے ہی جاؤں۔‘‘ سعدیہ نے کچھ ناراضی سے کہا۔

’’اچھا تو پھر میں اکیلے ہی چلی جاتی ہوں!‘‘ فاطمہ نے پاؤں پٹخے۔

’’ضرور ......اور پھر باہر جاتے ہوئے کسی لفنگے سے لفٹ بھی لے لیجیے گا تاکہ یہ کسر بھی پوری ہو جائے۔‘‘ سعدیہ کے لہجے میں طنز تھا۔

’’ارے تم تو ناراض ہی ہو گئیں، چلو برقع پہن لو!‘‘ فاطمہ نے سعدیہ کو بگڑتا دیکھ کر نرم لہجے میں کہا۔

’’نہیں جی!‘‘ سعدیہ نے کہا۔

’’کیا مطلب؟‘‘

’’مطلب یہ ہے کہ آپ بھی برقع پہنیں گی تب جائیں گے۔‘‘ سعدیہ نے کھرا سا جواب دے دیا۔

’’ارے تم ہمارے مدرسے کی معلمہ تو نہیں ہو جو معلمہ بنی ہوئی ہو۔‘‘ فاطمہ نے عبایا الماری سے نکالتے ہوئے کہا۔

’’بھابھی، مجھے افسوس ہے کہ آپ عالمہ ہیں، آپ سے تو بڑی امیدیں تھیں۔‘‘

اری مجھ سے الٹی سیدھی امیدیں مت لگایا کرو۔

’’ارے اتنی مشکل سے جان چھوٹی ہے ان برقعوں سے، مدرسے کے چار سال پہنا ہے، بڑی مشکل سے توبہ کی ہے اس کالی بلا سے......‘‘ میں تو اس مولویانہ زندگی سے تنگ آ گئی ہوں، شکر ہے جو اس قید خانے سے نکلی۔‘‘

’’بھابھی؟‘‘

’’کیا ہوا پگلی؟ بس جلدی چلو، پارلر میں رش ہو گیا تو وہاں منہ دیکھنا پڑے گا۔‘‘ فاطمہ سراپا احتجاج تھی۔

’’بھابھی آپ برقع نہیں پہن رہیں؟؟؟‘‘

’’تو اب تم برقع پہنو گی، حجاب لگاؤ گی پھر ہینڈ گلوز اور......‘‘

’’اور......پھر اوور کوٹ، بلیک ساکس، آنکھوں کا پردہ، تاکہ لوگ کہیں کہ عالمہ بھابھی نے مجھے پردے دار بنا دیا ہے......‘‘ سعدیہ کے لہجے میں طنز تھا۔

☆

’’اور سناؤ زیبا کیسی ہے تمہاری عالمہ بہو!‘‘

’’بس بہن کیا بتاؤں، خدا کسی کو عالمہ بہو نہ دے یہ بہو نہیں بلا ہے......‘‘ زیبا نے تلخی سے جواب دیا۔

’’ہنہ......تم تو روایتی ساس ہو۔‘‘

’’نہیں بہن، تمہارے ساتھ میری زندگی گزر گئی ہے تم ایسا کہہ رہی ہو؟؟‘‘ زیبا نے حیرت سے کہا۔

’’جی ...... جب عورت ساس بن جاتی ہے تو وہ بہت کچھ بن چکی ہوتی ہے۔‘‘

’’نہیں بہن ایسا مت کہو، میں نے اس کو بڑے چاؤ سے لایا ہے چلو میرے ساتھ......‘‘ زیبا آپا نے

جعلی مال

کلثوم بی بی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر چل پڑیں۔

’’بیٹا! ذرا چائے لانا تمہاری آنٹی کلثوم آئی ہیں......‘‘ زیبا نے اپنی بہو سے کہا۔

’’اچھا ابھی لائی......‘‘ فاطمہ کی آواز آئی۔

زینت النساء۔ کراچی

’’السلام علیکم آنٹی!‘‘ فاطمہ نے چہکتے ہوئے سلام کیا اور چائے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی لے آئی۔ جس میں بسکٹ، سنیکس اور نہ جانے کیا کچھ بھرا تھا۔ ساتھ ہی کلثوم بی بی فاطمہ کو دیکھتے ہی حیران رہ گئی۔ دوپٹا غائب، ہر قسم کے میک اپ سے مزین چہرہ شادی سے پہلے والی معصومیت غائب تھی۔

’’آؤ بیٹھو فاطمہ!‘‘ کلثوم آپا بولیں۔

’’نہیں آنٹی وہ ڈراما چل رہا ہے دیکھ رہی ہوں۔‘‘ فاطمہ فوراً واپس چلی گئی۔

’’آئے ہائے ایسی ہوتی ہے عالمہ......‘‘ کلثوم آپا تو کانوں کو ہاتھ لگا گئیں۔

☆

’’مجھے بیٹے کے لئے رشتہ چاہیے۔‘‘

’’کوئی شرط......‘‘ رشتہ کرانے والی نے پوچھا۔

’’بس عالمہ نہ ہو۔‘‘

’’ارے کیوں جی؟؟‘‘ رشتہ کرانے والی نے پوچھا۔

’’پہلے بھی ایک عالمہ لائے تھے، پہلے تو چھ مہینے اس کے فیشنوں نے جان کھائی پھر ہمارے بیٹے کو لے کر الگ ہو گئی، اب تک ہم بھگت رہے ہیں۔‘‘ زیبا آپا نے کہا۔

’’ٹھیک ہے، بہت ہی اچھا رشتہ ہے میرے ساتھ چل کر دیکھ آئیں۔‘‘ رشتہ والی زیبا آپا کو لے کر چلی گئیں۔

☆

’’اتنی سمجھدار بچی ہے۔ میں تو دیکھتے ہی ہاں کر آئی ہوں۔ بس وہ لوگ ہاں کر دیں۔ میں تو ایک دن دیر نہیں کروں گی۔ میرا بیٹا تو قیر بہت خوش رہے گا۔‘‘

’’امی عالمہ تو نہیں ہے نا......‘‘ سعدیہ نے پوچھا۔

’’اوہ!‘‘

’’کیا ہوا امی!‘‘

’’یہ بات تو میں پوچھنا بھول گئی......‘‘ زیبا بولی۔

’’تو کیا ہوا فون کر کے پوچھ لیں......‘‘ سعدیہ نے تجویز دی۔

’’اچھا ٹھیک ہے۔‘‘ زیبا آپا نے کہا اور فون ملانے لگی۔

’’السلام علیکم!‘‘ فون ملاتے ہی زیبا آپا بولیں۔

’’وعلیکم السلام، کیا حال ہے خالہ جان!‘‘ دوسری طرف سے مسکراتی ہوئی آواز آئی۔

’’بیٹا ایک بات تمہاری امی سے پوچھنی ہے، اب تم نے فون اٹھا لیا ہے تو تم سے کچھ پوچھ سکتی ہوں......‘‘ زیبا آپا کو نئی سوجھی۔

’’جی، جی خالہ جان، میں آپ کی بیٹی ہوں، آپ مجھ سے ایسے بات کر سکتی ہیں جیسے اپنی سعدیہ سے کرتی ہیں......‘‘ یاسمین نے اپنائیت بھرے لہجے میں کہا۔

’’بیٹا تم میرے توقیر کے لیے راضی تو ہو!‘‘

دوسری طرف سے خاموشی چھا گئی

’’کیا ہوا بیٹا!‘‘ زیبا آپا پریشان ہو گئیں۔

’’خالہ جان! میں نامحرم کے متعلق کوئی بات نہیں کرتی۔ میرے والدین مجھے جس گھر کے حوالے کر دیں گے وہ ہی میرا گھر ہوگا......‘‘ یاسمین نے کہا اور ساتھ ہی فون اپنی والدہ کو دیا۔

’’جی آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ آپ کی بیٹی عالمہ تو نہیں ہے۔‘‘

’’جی جی عالمہ ہے، حافظہ ہے اور پورے مدرسہ میں پوزیشن لی ہے......‘‘ اس کی ماں نے کہا۔ زیبا آپا کا رنگ بدل گیا۔ کسی طرح بات مکمل کر کے ختم کی۔

☆

’’تم ذرا میرے گھر چلو آج......‘‘ کلثوم بی بی نے ملتے ہوئے کہا۔

’’میں تو چلتی ہوں لیکن یہ بتاؤ تم چھ مہینے کہاں رہی ہو......‘‘ زیبا آپا نے گلہ کیا۔

’’وہ دراصل بیٹے کی شادی تھی۔‘‘

’’کک......کیا......کیا مطلب؟‘‘

’’ہاں ہاں بیٹے کی شادی تھی۔‘‘

’’تو مجھے یا کسی ایک کو معلوم بھی نہیں ہوا اور شادی بھی ہو گئی۔‘‘

’’جی بس لڑکی والوں کی طرف سے یہ شرط تھی کہ

اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت کی علامات:

سید احمد رفاعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتے ہیں، اس میں مندرجہ ذیل باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

☆ اس کے عیب جو اس کے اندر ہوتے ہیں دکھادیتے ہیں۔
☆ اس کے دل میں تمام مخلوق کی محبت اور شفقت پیدا کر دیتے ہیں۔
☆ اس کے ہاتھ کو سخاوت کا عادی بنادیتے ہیں۔
☆ اسے مہمان نوازی کا شوق عطا فرمادیتے ہیں۔ یہ وہ عبادت ہے جو حضور ﷺ نبوت سے قبل بھی کیا کرتے تھے۔
☆ اس میں بلند ہمتی پیدا فرمادیتے ہیں، وہ خود کو سب سے کم دیکھنے لگتا ہے۔ اس میں عاجزی پیدا فرمادیتے ہیں۔ مخلوق میں بڑا بننے کی خواہش اس میں سے نکل جاتی ہے۔ اور یہ دلوں کو جوڑنے میں لگ جاتے ہیں۔

آپس کی محبت میں کمی کی وجہ:

ایمان اور عمل صالح کا خاصہ ہی یہ ہے کہ آپس میں دوستی اور محبت پیدا کرتا ہے۔ **سیجعل لھم الرحمن ودا** ۔یعنی جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کے پابند ہوئے، اللہ تعالیٰ ان کی آپس میں قلبی اور گہری دوستی پیدا فرمادیتے ہیں۔ آج کل ایمان اور عمل صالح کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کے آپس کے تعلقات ایسے نظر نہیں آتے بلکہ اغراض کے تابع ہو گئے ہیں۔

میری ڈائری کے چند اوراق

ام سعد قریشی۔ ہری پور

رب کی حکمت:

جو بات دنیا میں اپنی مرضی کے ناموافق پیش آئے۔ اس پر حد سے زیادہ غم صحت کو نقصان دیتا ہے اور دین کے کاموں میں بھی کوتاہی ہوتی ہے۔ تقدیر پر راضی رہیں، یہ بات ہماری مرضی کے خلاف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر پتا بھی نہیں ہلتا۔ چناں چہ یہ بات رب کی مرضی سے ہے اور رب کی مرضی ہماری مرضی سے بہتر ہے۔ اس میں ہی ہمارا نفع ہے۔ اللہ سے خیر مانگتے رہو اور حکم پر راضی رہو۔ بدبختی یہ ہے کہ خیر مانگنا بند کر دیں اور رب کے حکم سے ناخوش ہو جائیں۔

ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''فتنہ کی خاصیت یہ ہے کہ فتنہ معلوم نہ ہو۔ آج بڑے بڑے دانشور دین کو اس طریقے پر پیش کر رہے ہیں جس پر انبیاء نے پیش نہیں کیا۔'' فتنوں سے بچنے کے لیے قرآن پاک کو خوب پڑھا جائے، سمجھ کر بھی اور بغیر سمجھے بھی۔

فدیہ:

نماز پڑھنے کا جہاں ثواب زیادہ ہے، وہاں چھوڑنے پر عذاب بھی بہت ہے۔ زندگی کا تو کچھ پتا ہی نہیں کب ختم ہو جائے۔

ایک دن کی اگر نماز قضا ہوئی جو چھ نمازیں شمار کی جائیں گی (پانچ نمازیں اور چھٹے وتر)۔ ہر نماز کا فدیہ پونے دو کلو گندم اور چھ نمازوں کا ساڑھے دس کلو گندم یا اس کی قیمت اور ایک ماہ احتیاطاً تیس دن کے 315 کلو یعنی سات من 35 کلو گندم اور سال کے بارہ ماہ سے ضرب دیں تو 88 من بیس کلو گندم ایک سال کا فدیہ ہے اور دس سال کا 882 من گندم ہے۔ شاید ہی وارث اتنی رقم آپ کے فدیہ کی دیں۔ ہوسکتا ہے آپ کی وراثت چہلم اور برسی میں اڑ جائے۔ خدارا اپنی نمازوں کی خود فکر کریں۔ ابھی بھی وقت ہے حساب کر کے خود ہی پڑھیں اور آئندہ ہرگز قضا نہ کریں۔

حیا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس سے حیا کو چھین لیتے ہیں۔

حیا کی کمی کفر کا باعث ہے

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو باقی رکھنا چاہتے ہیں اور بڑھانا چاہتے ہیں تو دو وصف ان میں پیدا کر دیتے ہیں۔ ایک اعتدال اور میانہ روی۔ دوسرا عفت و عصمت یعنی حیا۔ (معارف القرآن جلد 3)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت نامحرموں کو دیکھنے سے اپنی آنکھ روکے (یعنی شرعی پردہ کرے) اس کے قلب میں ایسا علم آئے گا جو پہلے نہ تھا۔''

زیادہ لوگ نہیں ہوں گے۔'' کلثوم بی بی نے کہا۔

''واہ، واہ، شرطیں لڑکے والے رکھتے ہیں، آپ لوگ شرطیں مان بھی گئے؟''

''جی اور کیا...... بچی ہی ایسی مل رہی تھی کہ بس......'' کلثوم بی بی نے کہا۔

''اوہو چلو تمہاری بہو کو چل کر دیکھیں تو سہی......'' دونوں چل دیں۔

☆

''امی! اتنی جلدی تشریف لے آئیں آپ...... اف اتنا سامان اٹھا رکھا ہے، مجھے کہا ہوتا میں میاں جی سے منگوا دیتی......'' دروازہ کھلتے ہی یاسمین کی مسکراتی ہوئی آواز آئی۔ زیبا آپا ہل کر رہ گئیں۔

''بس بیٹا میں زیبا آپا کے ساتھ آ رہی تھی سوچا لیتی آؤں۔''

''اچھا یہ مجھے پکڑا دیں ......'' یاسمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کو پانی دوں......'' یاسمین نے کلثوم بی بی سے کہا۔

''ارے مہمان آئے ہیں پانی پر ٹرخاؤ گی۔''

''نہیں ان کے لیے تو دل و جان کی گہرائیوں سے خدمت کروں گی، آپ گھر میں آتے ہی فریش ہونے کے لیے پانی پیتی ہیں، اس لیے پوچھا۔''

''ہاں دے دیں۔'' کلثوم آپا نے کہا۔

''یہ تمہارے گھر کی حالت کیا ہو گئی ہے......'' زیبا آپا نے یاسمین کے جانے کے بعد پوچھا۔

''ہنہ، یہ میری بہو کا کمال ہے۔ اس نے جس پیار سے گھر کا ماحول بدلا ہے۔ اتنا پیار کرتی ہے ہم سب سے کہ بس۔ ہر رات مجھے تیل کی مالش کرتی ہے۔ یہ نہ کرے تو اسے نیند نہیں آتی۔ کبھی طبیعت خراب ہو جائے تو معافیاں مانگتی ہے۔ امی مجھے معاف کر دیں آپ کو کام کرنا پڑ رہا ہے، مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔''

''ارے بس بس...... تم تو اپنی بہو پر عاشق ہو گئی ہو۔''

''میری بہو عالمہ ہے، حافظہ ہے، اس نے ہمارے گھر آ کر اتنی محبت دی کہ صرف چھ مہینے میں ہمارے گھر میں سے ٹی وی ختم ہو گیا، دیواروں کی تصویریں اتر کر اسلامی طغرے آویزاں ہو گئے ہیں۔ یہاں گانے چلتے تھے، اب بچیاں پڑھنے آتی ہیں تو تلاوت اور مسائل پڑھنے کی آوازیں آتی ہیں۔ ہمارا پورا محلہ ہمارے گھر کا شاگرد بنا ہوا ہے۔ کسی کی والدہ پڑھ رہی ہے، کسی کی بیٹی پڑھ رہی ہے، کسی کی بہو اور کسی کی بیٹی پڑھ رہی ہے......'' کلثوم آپا بولتی جا رہی تھی اور زیبا کی آنکھوں سے چند قطرے آنسو گر کے صوفے میں جذب ہو گئے تھے۔ صرف ایک انسان کی بدعملی کی سزا یاسمین جیسی کئی بچیوں کو دے چکی تھی۔ جب کہ آج ان کو جعلی اور اصلی مال کی پہچان ہو گئی تھی۔

ٹھاہ کر کے

ساجدہ بتول

ملگجے اندھیرے میں دکھائی دینے والے اس منظر نے مجھے لرزا دیا۔

جی ہاں...... سر یعنی چھوٹا سا سر......

اف میرے مالک! میرے منہ سے الفاظ نکلتے نکلتے رہ گئے۔ ایک گھٹی گھٹی سی چیخ میرے حلق سے نکلی مگر فوراً ہی گھٹ گئی، میرا جسم کانپنے لگا تھا اور سر بری طرح چکرانے لگا تھا۔

شام کا وقت تھا۔ بجلی گئی ہوئی تھی۔ آتی گرمیوں کے دن تھے۔ اور گھر کے ایک کونے میں اس منظر کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے تھے۔

"ہائے اللہ! اب کیا کروں؟" میں نے سوچا۔

میں نے پوری ہمت جمع کی اور دوبارہ سے اس ننھے سے سر کو دیکھا جو کونے میں رکھی اینٹ کے پیچھے سے نکلا تھا...... اگرچہ مجھے معلوم ہو ہی چکا تھا، یہ موذی دراصل کیا ہے؟ مگر پھر بھی ماننے کا حوصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ دل ہی دل میں، میں نے قرآنی آیات کا ورد شروع کر دیا، جی ہاں! وہ سر سانپ کا نظر آ رہا تھا۔

اب اگر میں کوئی وزنی چیز اٹھا کر اسے مارتی تو ڈر تھا، وہ اچھل کر میرا ہی کام تمام کر دیتا، اور اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیتی تو وہ کہیں گم ہو جاتا اور پھر اسے ڈھونڈنے اور مارنے میں جتنی خواری ہوتی، اس کا کوئی اندازہ نہیں تھا مگر میرے اندر اتنی ہمت ہی کہاں تھی کہ کچھ کر سکتی۔ مارے خوف کے میں خود مرنے والی ہو رہی تھی۔ چیخیں اندر ہی کہیں دب گئی تھیں، آنکھیں پتھرا چکی تھیں اور پیر میرا بوجھ اٹھانے سے انکاری ہو رہے تھے۔

اچانک وہ سر اوپر اٹھا تھا اور اس کے پیچھے سے اس کا دھڑ بھی باہر نکلا تھا...... میرا اندازہ درست نکلا، وہ دھڑ سانپ کا ہی نظر آ رہا تھا۔ اب تو میرا حال یہ تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا، یہ ابھی پھنکارے گا، اور پھر اڑ کر مجھے ڈس...... نہیں نہیں۔

موت مجھے سامنے نظر آ رہی تھی "یا اللہ! میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتی ہوں، میرا خاتمہ ایمان پہ کرنا۔"

میں نے فٹافٹ ذرا سی مہلت سے فائدہ اٹھا کر دعا مانگی...... وہ دھڑ اگرچہ ابھی صرف ایک انچ ہی باہر نکلا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ ہو گیا جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا، اس موذی نے اپنا پورا جسم باہر نکال لیا تھا، مجھے اپنی عقل پہ حیرت ہوئی تھی کیوں اس کا جسم بہت چھوٹا سا تھا۔

میں نے جھاڑو اٹھائی اور ٹھاہ کر کے ثواب کما لیا

...... جی ہاں! وہ چھپکلی محترمہ اگلے جہان پہنچ گئی تھیں۔

بقیہ: محبت کس سے؟

ناکامیاں، رسوائیاں اور بدصورتیاں ساتھ چمٹی رہیں گی۔ ایسے لوگ اسے مقدر تصور کر کے واپسی کی راہ کبھی نہیں لیں گے۔ آقا کی محبت ہی وجہ شرف و عزت ہے۔ میرے استاد محترم نے مجھے بہت بچپن میں یہ شعر سکھایا تھا، اس سے ذہن میں یہ راسخ کر دیا کہ محبت کس سے کرنی ہے اور کس درجے کی کرنی ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دعا ہے کہ اللہ انہیں راستوں کا مسافر بنائے جو راستے میرے آقا حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے بتائے اور دکھائے ہوئے ہیں۔ آمین!

صرف غذا ہی کمزوری ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے

میزان 24

وزن 400 گرام
قیمت 850 روپے

خالص قدرتی اور غذائی اجزاء سے تیار کیا گیا میزان 24 ایک ایسا مرکب ہے جو جسم کے تمام اعضاء کو طاقت دے کر آپ کو صحت مند، توانا اور جاذب نظر بناتا ہے، بھوک اور نیند کی کمی کو پورا کر کے جلد تھکاوٹ کا احساس ختم کرتا ہے۔ نیا اور صاف خون پیدا کر کے چہرے کو بارونق بناتا اور آنکھوں کے گرد سیاہ داغ ختم کرتا ہے، دماغی اور اعصابی قوت پیدا کر کے حافظہ اور نظر کو بھی تیز کرتا ہے، معدہ اور جگر کی اصلاح کر کے بیماریوں سے لڑنے کیلئے قوت مدافعت پیدا کرتا ہے، نیز گیس، قبض، سانس کی تنگی اور پیشاب کے جملہ امراض میں بھی بے حد مفید اور مؤثر ہے۔ جن بچوں اور جوانوں کا قد یا نشوونما کسی بیماری کے باعث رک گئی ہو وہ ایک بار ضرور آزمائیں معتدل مزاج اور خوشگوار ذائقہ کی بدولت ہر عمر اور موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ شوگر کے مریض شوگر فری طلب کریں

دل کا بائی پاس مت کروائیں

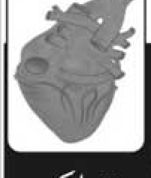

میزان 14
صرف ایک بار استعمال کریں

شہد سبزیوں اور مقوی اجزاء سے تیار کی گئی میزان 14 دل کی شریانوں کی تنگی کو ختم کر کے بند والو کو کھولنے والی دنیا کی سب سے کامیاب اور بے ضرر ہربل پروڈکٹ ہے بڑھے ہوئے کولیسٹرول کو اعتدال پر لا کر دل کو طاقت دیتی ہے۔ بے مثال اور حیرت انگیز نتائج کی حامل یہ پروڈکٹ۔ موٹاپا، سانس کا پھولنا جوڑوں کے درد، بلڈ پریشر، فالج، لقوہ، ملیریا بخار اور بواسیر میں بھی بے حد مؤثر ہے۔

قیمت 1450
مقدار 700 گرام

اجزاء: شہد، ادرک، لہسن، لیموں، سرکہ سیب مروارید، زہر مہرہ، ورق طلائی، عنبر اشہب

مولانا ابراہیم، حیدر چالی پٹھان کالونی، بنارس کراچی	0321-2682667	الحبیب نیوز ایجنسی نزد کنوان چوک مظفر گڑھ	0315-8701970	میاں ممتاز خوشبو ہاؤس نزد تبلیغی مرکز رائیونڈ	0315-4306257
حکیم جمال شاہ مدینہ شاپنگ مال مین طارق روڈ کراچی	0300-2548293	محمد یوسف بھٹہ کالونی ڈیرہ غازی خان	0333-6031077	مدرسہ اشرفیہ بہارہ چوک ترنول کلاں اسلام آباد	0311-0981002
مرحبا پنسار سٹور، ٹنڈو کوٹ ضلع میرپور خاص (سندھ)	0300-3119312	حافظ اظہر مین بازار چشتیاں	0321-6989035	میاں ہومیو اینڈ ہربل سٹور کربلا روڈ ساہیوال	0322-9814004
رحمانی میڈیکل سٹور میرپور خاص (سندھ)	0307-2100345	فخر شہید دواخانہ نزد مچھلی منڈی دولت گیٹ ملتان	0300-7382825	ورلڈ ہومیو سٹور گلی ملتان چوک تھانے میں چنیوٹ	0300-8393627
راوی دواخانہ، ژوکی ضلع لورالائی (بلوچستان)	0344-8282359	اصغر ہومیو سٹور بخاری مارکیٹ گھنٹہ گھر ملتان	0302-3558110	غلام اکبر محلہ فاروق آباد بھکر روڈ جھنگ صدر	0333-6756493
یونانی دواخانہ صدیق اکبر چوک (AK) ضلع باغ	0312-8006622	مکتبہ علامیہ ناصریہ تحصیل بازار ہارون آباد	0333-4985886	مکتبہ امیر شریعت عیدگاہ روڈ ویلسی	0300-7734614
پنجاب ہوزری بٹ مارکیٹ سکول بازار رحیم یار خان	0342-7323604	انور ریڈی گلی نمبر 13 ڈجکوٹ پورہ فیصل آباد	0300-6668972	شافی دواخانہ شاہی بازار بہاولپور	0307-6679957
خالد دواخانہ صرافہ بازار ایبٹ آباد	0992-335900	بادشاہ ورلڈ ہربل بازار راولپنڈی	0345-7000088	آفتاب میڈیکل سٹور شیر گڑھ دربار ضلع اوکاڑہ	0322-6958870
الاحسان ہسپتال، مال روڈ آگی ضلع مانسہرہ	0334-9624448	ریاض پنسار سٹور ریلوے روڈ ٹیکسلا	0322-5420834	عبدالحق کا کڑ ہوٹل نزد طوبیٰ مسجد روڈ کوئٹہ	0313-8549406
الفتح ہومیو کلینک خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ	0333-6037718	احسن ہومیو سٹور گلشن مارکیٹ لودی روڈ حسن ابدال	0333-5179523	نیو ملک میڈیکوز مین بازار غلہ منڈی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ	0334-4403452

مزید مشورہ / کاروباری رابطہ یا براہ راست منگوانے کیلئے

میزان ہربل®

افشار روڈ نزد دولت گیٹ ملتان

چیف ایگزیکٹو حکیم غلام رسول (40 سالہ تجربہ کار معالج، ماہر نسخہ ساز) 0312-1624556

پاکستان بھر سے ڈیلرز درکار ہیں

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❖ ساجدہ غلام محمد، شگفتہ کنول، فرزانہ رباب، زرع تاج، سارہ الیاس، ساجدہ بتول اور سلمیٰ یاسمین بھی میری پسندیدہ رائٹرز ہیں۔ باجی ریحانہ تبسم فاضلی صاحبہ اور ڈاکٹر ام محمد صاحبہ کی تعریف کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مدیر صاحب میں نے بھی کافی ساری کہانیاں بھیجیں ہیں اب تو سال ہونے کو ہے، ان کی کب باری آئے گی، پلیز بتادیں تاکہ انتظار ختم ہو۔

(حفصہ مسکان۔دائرہ دین پناہ)

ج: اس وقت تو کوئی تحریر نظر میں نہیں ہے، فائلیں کھنگالنی پڑیں گی۔ چلیں دیکھتے ہیں، اگر کوئی تحریر قابل اشاعت ہے تو ضرور موجود ہوگی۔

❖ آج میں خواتین کا اسلام کی تمام قاریات، لکھاری بہنوں اور متعلقین کی خدمت میں ایک التجا لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مدیر محترم کو جنہوں نے دعا نمبر کا اعلان کر کے مجھے اپنی بہنوں سے دعا کروانے کا موقع عطا فرمایا۔ عزیز بہنو! میری صحت بہت خراب ہے۔ 13 سال سے بیمار اور چند سالوں سے صاحب فراش ہوں، بہت سخت تکلیف میں مبتلا ہوں، بہت علاج کروایا ہے کوئی فرق نہیں آیا، بمشکل نماز ادا کرتی ہوں، اپنے کام بھی نہیں کر سکتی، باقی ذمہ داریاں کیسے نبھاؤں گی؟ میری بہنو آپ سے التجا ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے ایسی صحت سے نوازے جو کوئی بیماری نہ چھوڑے، بلاشبہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مجھے امید کامل ہے جب اتنے ہاتھ میرے لیے اٹھیں گے تو اللہ پاک مجھے ضرور صحت عطا فرمائیں گے۔ (امۃ اللہ مدنی)

❖ محترم مدیر صاحب! ہم آپ کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مختصراً اتنا عرض کریں گے کہ یہ ہمارا آپ کے رسالے میں دوسرا خط ہے۔ پہلا آپ نے شائع کیا، بہت بہت جزاک اللہ۔ امید ہے کہ یہ بھی شائع ہوگا۔ آپ نے 'دعا نمبر' نکال کر بہت ہی نیک کام کیا ہے، بہت سے ناامیدوں اور ٹوٹے دلوں کو اس سے سہارا ملے گا ان شاء اللہ۔ آخر میں اللہ سے سب قارئین کی طرف سے دعا ہے کہ:

نہ سونا نہ چاندی نہ زر مانگتے ہیں
الٰہی ہم علم و ہنر مانگتے ہیں
ہمیشہ جو لائے پیغام خوشی کا
ہم ایسی نسیم سحر مانگتے ہیں
نہیں مانگتے ہیں بجز اس کے یارب
ہم رحمت بھری ایک نظر مانگتے ہیں
تیرا قول قرآن میں ہے اجتنب
ہم اپنی دعا میں اثر مانگتے ہیں
دعا نمبر شائع ہو محض تیرے فضل و کرم سے
قبولیت کی اس کی تہہ دل سے دعا مانگتے ہیں

(بنت عبدالوحید۔کاہنہ نو لاہور)

❖ شمارہ نمبر 559 پڑھا۔ سب سے پہلے تو پیام سحر نے متاثر کیا اور دعا نمبر نے کاغذ قلم پکڑنے پر مجبور کردیا۔ لیجیے ہمارا اک قصہ حاضر ہے اگر قابل اشاعت ہو تو ضرور بتادیں۔ باقی پورا شمارہ الحمدللہ بہت زبردست تھا۔ سیما انجم فرید کی کاوش بہت پسند آئی۔ نادیہ حسن نے آپ ہی کی صحت لکھ کر لکھاری سے ڈاکٹر بننے کی بھرپور کوشش کی اور ہمارے جوڑ جوڑ کو ہلا دیا۔ ان سے گزارش ہے کہ باقاعدگی سے تشریف لایا کریں، یہ بے قاعدگی اچھی نہیں۔ سارہ الیاس صاحبہ بھی 'پرانا رشتہ' میں ایک بہترین عنوان لے کر حاضر ہوئیں۔ اکثر لکھاری بہنوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے اور وہ اپنا یہ فن چھپانے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔ قسط وار کہانی 'رسم وفا' بہت زبردست جارہی ہے۔ نیا سلسلہ زیب و زینت بھی ہمیں پسند آیا۔ (صفورا افتخار۔گوجرانوالہ)

❖ مجھ ناچیز نے بھی اس دفعہ خصوصی شمارہ نمبر دعا میں کچھ لکھنے کی جسارت کی ہے۔ آپ لوگوں کا اخلاص اور محبت ہے کہ خواتین کا اسلام کا ہر شمارہ ہی پہلے سے نکھرا ہوا لگتا ہے اور اثر بھی کرتا ہے۔ باقی پوچھنا یہ ہے کہ میں ایک لفافے میں فل سائز کے دو پیپر اور ایک کاپی کا چھوٹا صفحہ یا کبھی دو بھی بھیجتی ہوں۔ کیا ایک لفافے کے لیے اتنا وزن کافی ہے یا کم کیا جائے۔

(آ۔ح۔ملھوالی)

ج: مناسب ہے۔

❖ شمارہ نمبر 561 کا پیام سحر ایک بار پھر زخم ہرے کر گیا۔ اللہ تعالیٰ سے آہ وفغاں کی کہ رب العزت امت مسلمہ کو سرخرو فرمادیجیے! ہم پہ رحمت کی ایک نظر ڈال دیجیے۔ ساجدہ غلام محمد پھر سے دھمک پڑیں مزے مزے کی آپ بیتی لے کر۔ اب تو محترمہ کا نام دیکھتے ہی مسکراہٹ نمودار ہو جاتی ہے ہمارے مکھڑے پر۔ ناہید جعفر نے اپنی دوست کی آپ بیتی سنائی۔ پڑھ کر موصوفہ پر رشک آیا۔ نیت میں خلوص ہونا چاہیے، راستے کھولنا رب تعالیٰ کا کام ہے۔ مدیر محترم! ایک بات پوچھنی ہے کہ خواتین کا اسلام کا سابقہ خاص نمبر دسترخوان نمبر میں منگوانا چاہتی ہوں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کیسے اور کہاں سے منگواؤں؟

(بنت مولانا سیف الرحمٰن قاسم۔گوجرانوالہ)

ج: اسی ایڈریس پر اپنے مکمل ایڈریس اور نمبر کے ساتھ خط لکھیے، اور لفافے پر شعبہ سرکولیشن لکھ دیجیے۔

❖ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے شمارہ 557 ملا۔ سرورق اتنا خوب صورت تھا کہ دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ پیام سحر اور رسم وفا کے بعد قرأت گلستان کی تحریر 'دوست' پڑھی۔ اچھی تحریر تھی۔ 'ایک معالج مہربان سے مفید گفتگو' معلومات و نصائح سے بھرپور انٹرویو خوب رہا۔ دیکھوں گی، بڑی مزاحیہ تحریر تھی سارہ صاحبہ کی عادت کے مطابق۔ بہت ہنسی آئی۔ گھاٹے کا سودا، بڑی سبق آموز تحریر تھی۔ نجانے کیوں لوگ یورپین ممالک کے حالات وواقعات جاننے کے بعد بھی ان کا شہری ہونے کو فخر سمجھتے ہیں۔ سبقت اپنے نام کی طرح باقی کہانیوں پر سبقت لے گئی، اگر مصنفہ اپنا نام لکھ دیتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ (ربیعہ اصغر۔تندووال)

قانون علاج بالغذاء کے عین مطابق
رکھے بیماریوں سے محفوظ
محافظ
HERBAL PHARMA, PAKISTAN
ایک مکمل دماغی اور جسمانی ٹانک
کا خالص قدرتی اجزاء سے تیار کردہ خصوصی ٹانک
محافظ جان
بچوں بڑوں اور بوڑھوں کیلئے یکساں مفید
محافظ جان حافظہ اور نظر کو تیز کرتا ہے
آنکھوں کے اردگرد سیاہ حلقے دور کرتا ہے
پچکے گال اور بے رونق چہرے کو دلکش اور بارونق بناتا ہے
مسلسل استعمال سے جوڑوں کے درد کیلئے بے مثال
خواتین کی خوبصورتی کیلئے لاجواب
محافظ جان میں شامل اجزاء دل و دماغ معدہ اور جگر کی خصوصی نگہداشت کرتے ہیں
اگر آپ کسی بیماری کے باعث کمزوری محسوس کرتے ہیں
تو محافظ جان کا استعمال آپ کی اندرونی خرابیوں کو دور کر کے آپ کو صحت مند توانا جاذب نظر اور خوبصورت بناتا ہے۔ وہ بھی بغیر کسی سائیڈ ایفیکٹ
چھوٹا ڈبہ 200 گرام 650/-
بڑا ڈبہ 400 گرام 1200/-
سیف دواخانہ لیاقت مارکیٹ ملتان ● جمال الدین خان کی آئوز اتفاق اداخانہ بلوچستان
سٹینڈرڈ یونانی دواخانہ چوک گھنٹہ گھر پشاور
خالد دواخانہ صرافہ بازار ایبٹ آباد ● قدیمی چنیوٹی دواخانہ کچہری بازار سرگودھا
نیا دواخانہ اسماعیل مارکیٹ شہید روڈ جھنگ ● خان کلینک چنگی کوٹھ روڈ علی پور
محمد نوید ماشاءاللہ جنرل سٹور گلی جامع مسجد اللہ داد والی جہانیاں
فری ہوم ڈیلیوری کیلئے ملک بھر سے ابھی فون کیجئے اور رقم کی ادائیگی پارسل ملنے پر کیجئے
Cell:0308-7520370 - 0334-7629969
قیومی دواخانہ بوہڑ بازار راولپنڈی 051-5505519

محبت کس سے؟

ام ربیعہ

آج صرف محبت پر بات ہوگی، ان شاء اللہ! میرے آقا ﷺ کی محبت تو اثاثہ ہے، حاصل حیات ہے بلکہ حیات کو سنوارنے کے لیے لازمی بھی یعنی

قدم قدم پہ قدم ڈگمگانے لگتے ہیں
سنبھالنے کو ہمیشہ وہ ذات ہوتی ہے

نبی پاک ﷺ کی محبت کے بغیر زندگی تو کیا، ایک لمحہ، ایک ساعت، ایک گھڑی، بھی گزارنے کا تصور محال ہے۔

حفیظ تائب کی یہ نعت انوکھی بحر اور دل چسپ ردیف کے ساتھ مجھے بہت ہی اچھی لگتی ہے۔ آپ بھی پڑھیے......

دنیا کیا تسخیرے مجھ کو
شوق تیرا تعمیرے مجھ کو
تیرے دھیان کے اپنے موسم
کیسے وقت اسیرے مجھ کو
تیرے نگر کی سمت رواں ہوں
کنکر پتھر ہیرے مجھ کو
اک تاریک مکاں دل میرا
یاد تیری تنویرے مجھ کو
بک بک میل گناہوں والی
ذکر تیرا تطہیرے مجھ کو
میں بے وصفا میں بے ہنرا
نام تیرا توقیرے مجھ کو

یہ تو طے ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اسی ذات محتشم اور معتبر کے صدقے میں ملتا ہے اور یہ محبت کا تقاضا ہے کہ وہی عادات واطوار، وہی صبر، وہی درگزر، وہی مروت، وہی عبادت، وہی شکرانہ، وہی استقامت، اپنی زندگی میں لانے کی کوشش کریں۔ اس ہستی سے محبت میں ہمارے اندر اچھائیاں پیدا نہ کرسکیں تو پھر محبت نہ ہوئی۔ جب آپ کو کوئی کرچی کرچی کردے اور آپ کرچیاں سمیٹنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے کہہ دیں کہ یا اللہ میں نے اسے معاف کیا تو بات ہے۔ یہ بالکل آسان کام نہیں ہے لیکن محبت میں ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ موسم کا مزا لیں لیکن مقام شکر ہے کہ اللہ کی عبادت میں خود کو تھکائیں، کیوں نہ تھکائیں جن سے ہمیں محبت کا دعویٰ ہے وہ تو سجدے ایسے، قیام ایسا اور رکوع اس طرح کرتے ہیں کہ ان کا ساتھ دینے والے ساتھ نہ دے پاتے۔

ہمیں پتا ہے ہماری اوقات بہت کم تر درجے کی ہے لیکن اپنی ہی اوقات میں کچھ تو کرسکتے ہیں! تیسری بڑی خاص چیز بے لچک رویے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ ازدواجی زندگی بے لچک رویوں کے ساتھ گزر ہی نہیں سکتی۔ اگر نبی پاک ﷺ سے محبت ہوگی تو صبر آئے گا۔ صبر کریں! حکمت محبت اور دانائی اختیار نہ کریں تو کسی کا بھی گھر قائم نہیں رہ سکتا۔

میں تو ہر ایک کو یہی کہوں گی کہ محبت تو تن من دھن سے کی جاتی ہے۔ مجھے تو ملازمہ کو ہمیشہ معاف کرنا پڑتا ہے حالاں کہ وہ میری نرم مزاجی سے بہت غلط فائدہ اٹھاتی ہیں۔ کوئی بھی ہو، لیکن میں ہمیشہ نبی پاک ﷺ کی سنت اور محبت میں معاف کرتی ہوں۔ میاں کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں کو بگاڑ دیتی ہو، لیکن میں کیا کروں۔ مجھے کہا گیا ہے کہ ستر دفعہ معاف کرو، مجھے عمل دکھایا گیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال آپ کی خدمت میں رہتے ہیں اور انہیں ایک بار بھی نہیں کہا گیا کہ انس تم نے یہ کیوں کیا؟ اور کیوں نہیں کیا؟؟ رشتے چھوڑنا چاہیں تو میں اپنے بچوں کو بتا رہی ہوتی ہوں کہ یہ تمہارے بہت پیارے بہت سگے رشتے ہیں، ان کا خیال رکھنا۔ میری سسرالی رشتے دار کے میاں آفیسر بنا، عہدے کا خمار چڑھا۔ اس نے میرے سلام کا جواب تک نہ دیا ایک شادی پہ اکٹھے تھے لیکن اس نے سلام کرنا، بات کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ اور اب وہی جس نے مجھے بہت تکلیف دی تھی، بہت سالوں تک میرا استحصال کیا تھا۔ اب سب سے زیادہ میرا خیال رکھتی ہے۔ قیمتی سے قیمتی سوٹ امپورٹڈ جوتے بیگ حتی کہ عمرہ کرنے گئی تو عمرے والا حجاب بھی مجھے تحفہ دیا، میاں کا احرام بھجوا دیا۔ میں نے تو صرف اپنے آقا سے محبت کی اور انہوں نے جس سے کہا، اس سے بھی محبت کی، رشتوں کا احترام کیا ادب کیا۔ کسی نے دھتکارا تو بھی اس کی عزت کی۔ بھتیجے بھتیجیاں مجھے پھپھو کم اور اماں زیادہ سمجھتے اور کہتے ہیں، لیکن میں نے کسی غرض کسی لالچ میں کبھی کسی سے رشتہ نبھانے کی کوشش نہیں کی۔ نندیں اپنی خوشیاں مجھے بتاتی ہیں، اپنے دکھوں اور پریشانیوں میں حصہ دار سمجھتی ہیں، یہ میرا کمال نہیں۔ اس ذات کا کمال ہے جنہوں نے رشتے نبھانے سکھائے، جنہوں نے بھوک برداشت کرکے دکھایا۔ دنیاوی رشتوں سے اذیتیں سہہ کر صبر کرکے دکھایا۔

الفاظ میں کہہ دینا کہ ’سنت پر عمل کرنا چاہیے‘ شاید بے حد آسان ہوگا، لیکن صبح سے شام تک اس پر عمل کرنا آسان نہ ہو۔ اگر مجھے میرے آقا سے اس درجے کی محبت نہ ہو جو تقاضا میرا ایمان کرتا ہے، جو تقاضا میرا رب کرتا ہے۔ جو تقاضا میرا مسلمان ہونا کرتا ہے۔ دل کو گداز کردینے والی محبت اللہ کے رسول ﷺ کی ہے۔ تین دن کا فاقہ ہے، گھر آتے ہیں، اپنی زوجہ مطہرہ سے پوچھتے ہیں کھانے کو کچھ ہے؟ وہ وہی جواب دیتی ہیں جو دو دنوں سے ہے۔ نہیں ہے۔ آپ بھوک سے نڈھال ہیں، واپس مسجد نبوی میں چلے جاتے ہیں۔ چوتھے دن پھر وہی سوال وہی جواب پھر صبر یہ ہے کہ کہہ رہے ہیں ”عائشہ! جو کچھ مانگنا ہے اللہ سے مانگو، جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹے تو اللہ سے مانگو۔“ صبر یہ ہرگز نہیں کہ دو دن خاموش رہو، تیسرے دن چلانا چیخنا شروع کردو یا، دوسروں کو دکھ دینا شروع کردو کہ میں نے صبر کرکے دیکھ لیا، اب نہیں۔ یہ اب نہیں زندگی سے نکال دیں۔ سنت پر عمل کوئی جبری کام نہیں، نہ ہی یہ کوئی بیگار ہے جو اللہ ہم سے لینا چاہتا ہے۔ اللہ نے جس سے محبت کی ہمیں بھی کہا اس سے محبت کرو اور محبت سے اسی کی طرح کام کرو۔ یہ ایسا رشتہ ہے جو ہماری ذات تک محدود نہیں رہ سکتا۔ اگلی نسلوں تک اس محبت وفا اور جاں نثاری کو منتقل کرنا ضروری ہے۔ میں نے اپنی ماں کی آنکھیں ذکرِ رسول ﷺ پر ہمیشہ پرنم دیکھیں، ان کی زندگی میں صبر برداشت درگزر اور معاف کردینے کا وہی رنگ دیکھا جو ہمیں مکہ کے مکیں میں دکھایا گیا تھا۔ اب میرے بچے میری عادت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ذکر رسول ﷺ پر میرا کیا حال ہوتا ہے۔ یہ چیز غیر محسوس طور پر ان کے اندر آئے گی، کل ان کے بچے ان کی آنکھوں میں محبت وفا اور جاں نثاری کے وہی رنگ دیکھیں گے۔ اگر ہم نے یہ محبت آگے منتقل کردی تو بیڑا پار ورنہ آخرت تو آخرت دنیا میں ہی (باقی صفحہ 14 پر)

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین
The TRUTH

Subscription Charges
Rs. 1200 for 1 Year (52 Issues — 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 Issues — 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 Issues — 1 issue free)
Bank Account: The Truth Intr. Current A/c no. 0184-0100310268
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

رقم بذریعہ منی آرڈر اور ایزی پیسہ بھی بھیج سکتے ہیں
کراچی: 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026
لاہور: 0300-4284430 | سرگودھا: 0321-6018171 | سکھر: 0300-9313528
فیصل آباد: 0333-4365150 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0305-8425669
پشاور: 0314-9007293 | کوئٹہ: 0321-8045069

پرانے شمارے بھی منگوائے جاسکتے ہیں

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
ڈی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052, 021-36881355
www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com